رپن پریس کلکتہ رام پرشاد شاہا لین نمبر ۶ مین باہتمام محمد وزیر مالک مطبع طبع ہوا

Printed & Published in the Ripon Press by Mohamed Wuzeer.
No. 6 Rampershad Shaha's Lane. Calcutta.

ہندوستانیون کو مژدہ ہو

شکریہ علیا جناب ملکۂ معظمہ وکٹوریہ امپریس آف انڈیا فرمان روای انگلنڈ و آیرلنڈ و قیصر ہند دام اللہ اقبالہا

ہم بکمال فخر و مباہات کرتے ہین اس امر پر کہ ہم رعیت ایسے عادل باذل رعیت نواز کرم انداز جہان پناہ معدلت دستگاہ رعایا پرور مرحمت گستر خدیو گیہان شہنشاہ ہندوستان علیا جناب ملکۂ وکٹوریہ امپریس آف انڈیا دام اللہ اقبالہا و عم نوالہا کے ہین کہ جسنے بکمال عزت افزائی سے اہل ہند کے دلون کو اپنی تخم محبت کا مزرع بنالیا ہے اور جسنے علم و ہنر کی قدردانی و دانش آموزی سے ہندوستانیون کو محل ترقیات کر دیا ہے جو دل ان انعام کثیرہ کا قدردان ہی بالضرور وہ تہ دل سے بندہ احسان ہے بالضرور وہ دعاگوی دولت ہے بالضرور وہ جان نثار حکومت ہی جسکے نائب السلطنت وزیر اعظم ایسے منصف مزاج عدل گستر رعیت پرور ہین جن ہر ایک کا شکریہ دل سے ادا کرنا ہمارا موجب افتخار ہے خصوص شکریہ حضور پرنور سراپا عز و اقبال فرمان روایان حال عالیجناب نواب مستطاب مارکویس آف رپن ویسرای و گورنر جنرل کشور ہند و عالیجناب معلی القاب اگسٹس ریورس طامسن صاحب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ دام اقبالہم و اجلالہم فرض عین اللہ اللہ یہ ذکر مبارک کن عیسی دم مسیح قدم کا ہے کہ جسکے سننے سے تن بیجان مین جان آتی ہی وہ یہی حضور گورنر جنرل بہادر و لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ دام اقبالہم و اجلالہم ہین سبحان اللہ کیسا جلال اور کیسا اقبال ہی کہ دشمن نکلے ہین فنا ہین اور احباب ہر ادا پر محو و شیدا ہین حلم و مروت عدل و انصاف چہرۂ مبارک سے عیان ہی سب سے زیادہ یہ ہی کہ اکثر ہندوستانی اشخاص کو عہدہ ہای جلیلہ عنایت فرمایا اگر تفصیل وار ذکر کرون تو ایک دفتر طول و طویل ہو سردست ہمارے حضور پرنور ویسرای و گورنر جنرل کشور ہند دام اقبالہ و اجلالہ نے عالیجناب آنریبل مولوی سید مسٹر امیر علی صاحب بارسٹر اٹ لا کو جوہر ذاتی و آزمودہ کاری ملاحظہ فرماکر بلا یاسداری بجاے سید احمد خان بہادر کے لجسلیٹف کونسل کا ممبر مقرر فرمایا۔

اور عالیجناب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نے بکمال مہربانی وقدردانی
عالیجناب مولوی سید محمد صاحب رئیس جہانگیر نگر عرف ڈہاکہ ڈپٹی مجسٹریٹ مظفرپور
حسن لیاقت وکارگذاری کے صلے مین بیک علی پور ۲۴ پرگنہ کلکتہ مین بعہدہ ڈپوٹی
مجسٹریٹی ترقی فرمائی اور عالیجناب مولوی سید محمد امیر حسن خان بہا
پریسیڈنسی مجسٹریٹی کا عہدہ عطا فرمایا اب جناب مولوی سید امیر صاحب بہا
پریسیڈنسی مجسٹریٹ شہر کلکتہ کے حال پر اکتفا کرتا ہون جسکو حضور محتشم الیہ نے اپنے منصفانہ
تجویز سے بلا پاسداری رتبہ مجسٹریٹی کا عطا فرماکر سرکار دولت مدار انگلشیہ کے اوس
اقرار کو کہ لیاقت کے سامنے کالے گورے کا کچھہ امتیاز نہوگا سب رعایا یکسان شمار
کیجائیگی پورا کیا۔ حالات قابل ملاحظہ حضرات اہل اسلام صوبہ بہار۔ حضرات ناظرین
پر مکین یہ پہلا موقع ہے کہ ہم ہندوستانیون کو اس مسرت اور فخر کے ساتھہ اوس سپاس
آمیز خیال کے عرض کرنیکی خوش نصیبی حاصل ہوئی جو ہمارے دلونمین یک مدت سے
حضور پرنور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کے اوس بخشش کے طفیل مین کہ
عالیجناب مولوی سید محمد امیر حسن خانصاحب بہادر کو جوہر ذاتی وآزمودہ کاری و
عدل گستری اور رسائی عقل کی صلے مین بلالحاظ قومیہ نلے رو و رعایت عہدہ پریسیڈنسی
مجسٹریٹ پر سرفراز وممتاز فرمایا جواب جلال وعظمت کے ساتھہ جلوہ گر ہے یہ وہ عطیہ
جیسے ہندوستانیون خصوصًا بہاریون کے آرزوے وارمان بھرے ہوے دلون مین
نلے انتہا خوشیون کے اوشگفتن پیدا کردی ہین زبان نہین کہ جناب نواب محتشم الیہ کا
شکریہ ادا ہوسکے۔ حضرات اب تہوڑا سا حال نوازبخشی وترقیات جناب مولویصاحب
ممدوح کا قابل ملاحظہ درج ذیل کرتا ہون ہمارے حضور جناب مولویصاحب ممدوح
نہایت عالی خاندان اور رئیس صوبہ بہار ہین۔ صاحبزادہ عالیجناب فیضمآب حضرت
مولانا سید امداد علی خان بہادر صدر الصدور ضلع مظفرپور کے ہین انکے والد ماجد
نے بعہدہ صدر الصدوری بمشاہرہ یک ہزار روپیہ ماہواری بہکر اس خوبی
ونیک نیتی کے ساتھہ کار سرکار انجام فرمایا کہ جسکے صلے مین سرکار بہادر سے پوری پنشن
عنایت ہوئی اور خطاب خان بہادری بھی تاحیات پیشگاہ سے عالیجناب معلی القاب
نواب ویسراے وگورنر جنرل کشور ہند دام اقبالہ وعم نوالہ عنایت ہونے ہمارے حضور

جناب مولوی صاحب ممدوح بتاریخ ۲۴ اپریل ۱۸۴۳ء کو پیدا ہوئے اور ماہ مارچ ۱۸۶۱ء مین
آپ بکار سرکار بحال و سرفراز ہوئے ۱۸۶۴ء مین بعہدہ ڈپوٹی مجسٹریٹی مقرر ہوکر اضلاع بھاگلپور
ومونگیر۔ پٹنہ۔ گیا مین بحسن خوبی کام انجام فرماتے رہے ۱۶ اپریل ۱۸۷۶ء کو ہندوستانیون مین سب سے
پہلے آپ ہی ممبر کونسل مقرر ہوکر علی پور کو تشریف لائے اور علاقہ علی پور حوالہ شہر کلکتہ کے آپ ساتون تھانون کا بخوبی
کام انجام فرماتے رہے اپریل ۱۸۸۰ء مین آپ میونسپل کمشنر کلکتہ مقرر ہوئے جنوری ۱۸۸۱ء مین یونیورسٹی
مقرر ہوئے ماہ دسمبر ۱۸۸۲ء مین ممبر ایشیاٹک سوسائٹی مقرر ہوئے ۲۴ دسمبر ۱۸۸۳ء کو بمہربانی و
قدردانی عالیجناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ پریسیڈنسی مجسٹریٹ شہر کلکتہ مقرر ہوکر تاریخ ۲۷ دسمبر
۱۸۸۳ء کو چارج لیکر اس خوبی سے انجام فرماتے ہین کہ تمام اہل معاملہ آپکی تجویز ومنصفانہ رای
سے نہایت راضی وخوش ہین بفضلہ تعالی آپ نے جس روز سے چارج عہدہ پریسیڈنسی ڈپٹی مجسٹریٹی کا
لیا ہے علاوہ مقدمات خفیفہ ومتفرقات کے ہر روز پندرہ بیس معاملات فیصل فرماتے ہین آپکی
کارگذاری وعدل گستری اظہر من الشمس ہے حاجت اظہار نہین ہم سچے دل سے حضور
والا کو مبارکباد دیتے ہین کہ یہ عہدہ مجسٹریٹی مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو اور تہ دل سے عالیجناب نواب لفٹننٹ گورنر
بہادر دام اقبالہ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ حضور ممدوح نے آپکو یہ عہدہ مجسٹریٹی عطا فرمایا ہم ہندوستانیونکی عزت افزائی فرمائی
ہم تمام اہل اسلام کو مبارکباد دیتے ہین کہ جو تمنائین تھین بر آئین اور امیدون کے پورے ہونیکی بشارت
ملی اب ہم اسجگہ پر مخبریہ اپنی ہمعصر لایق وفایق مہتمم ڈیلی نیوز کے منصفانہ رای کا ترجمہ اخبار ڈیلی نیوز بعینسہ واسطے
ملاحظہ ناظرین پبلک کے درج ذیل کرتے ہین اور اپنے مالک ومہتمم اخبارات ورسالہ جات ہر شہر ودیار سے عرض
کرتے ہین کہ اس خبر فرحت اثر کو ضرور اپنے اپنے اخبار گہربار مین درج فرماکر تمام اہل اسلام کو مژدہ پہنچاوین اور اس
خاکسار ذرہ بیمقدار حقیر محمد وزیر مالک ومہتمم گلدستہ کو اپنا مشکور بناوین۔

ترجمہ اخبار ڈیلی نیوز ہم لوگونکو نہایت افسوس ہے کہ اخبار انڈین میرر نے نسبت تقرری سید امیر حسین صاحب کے اعتراض
کیا ہے اور یہ تحریک کی ہے کہ مناسب تھا کہ بابو الیغر چندر متر یا بابو رام شنکر سین یا بابو بنکم چندر چٹرجی
مجسٹریٹ کلکتہ کے مقرر ہوتے۔ ایسی تحریک نہایت نامناسب ہے اور خلاف انصاف ہے اسلئے کہ یہ عہدہ
کچھ صرف بنگالیون کے واسطے نہین ہے بلکہ گورنمنٹ کو رعایت حقوق عہدہ داران قوم اسلام بھی ضرور ہے
بہ نسبت لیاقت سید امیر حسین صاحب کی ہم یہ کہتے ہین کہ وہ جملہ ڈپوٹی مجسٹریٹون مین خواہ بنگالی ہو یا
قوم ممتاز ولائق تر ہین اون کی تقرری سے ہندوستانی انگریز دونون راضی ہین اور
تعریف نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کے انتخاب کی کرتے ہین کہ ایسے آدمی کو مقرر کیا۔

قطعهٔ تاریخ در مبارکباد مجسٹریٹی شهر کلکته جناب جلائل مآب مولوی سید امیر حسین خان بهادر
از جناب مستند الشعرا خواجه محمد مرتضی خان بهادر بتقابه تشریح نام نامی جناب ایشان در صنعت توشیح

ا	آنکه در حسن لیاقت ایشان از همه لائق ست	م	مکرمت آئین امیرے حاکمی با داد و دین
ی	یاسمن زار سیاست را شمیم جان فزا	ر	رونق رنگین بهار آل ختم المرسلین
ح	حسن خلق و حسن لطف و حسن عهد و حسن وعد	س	سر بسر ذات او مثل عناصر بالیقین
ن	نیک خلقت نیک طینت نیک سیرت نیک طبع	خ	خالق عالم بعالم آفریدستش اینچنین
ا	این امیر ابن امیر و حاکم ابن حاکمے	ن	نامی آفاق مثل مهر با نام مبین
ب	بالیاقت همچو در حکام هندی کم بود	ه	هم خلائق هم تمامی صاحبان راضی ازین
ا	اهل کلکته از آن گرویده ایشان بدل	د	داور عادل بود مقبول طبع آن و این
ر	رحمت حق همچو حاکم را اگر گویم بجاست		صنعت توشیح در اظهار اسم آمد معین
	عهدهٔ ایشان رسد از روی قدر افزوده شد		واجب آمد سجدهٔ شکر اله العالمین
	از تهِ دل دوستان زین خرمی خرم شدند		حاسدان گشتند از فرط حسد اندوهگین

مصرع تاریخ بهر تهنیت نذر از لطافت
در ترقی عهده اش هر روز باد اینچنین

قطعهٔ تاریخ مبارکباد تقرری ممبری لجسلیٹیف کونسل عالیجناب فیضمآب امیر جلیل مولوی سید امیر علی صاحب بارسٹر ایٹ لا از افکار ذرهٔ بے مقدار حقیر محمد وزیر وزیر مالک گلدستهٔ پرنٹ پریس کلکته

برعهدهٔ جلیله ممدوح من چو آمد	شکر خدا که حاصل این مقصد دلی شد
بهر سنین عیسی گویم وزیر از دل	هم پلهٔ رکن کونسل مسٹر امیر علی شد ۱۸۸۳ء

قطعهٔ تاریخ تهنیت ترقی بعهدهٔ ڈپٹی مجسٹریٹی علی پور عالیجناب فیض مآب مولوی سید محمد صاحب رئیس ڈھاکه و ڈپٹی مجسٹریٹ ضلع مظفرپور از افکار خاکسار

حقیر محمد وزیر وزیر

سید محمد افضل سادات روزگار	کیا عهدهٔ جلیله سے مشهور دهر هوے
تاریخ عیسوی مین لکهی یون وزیر نے	ڈپٹی مجسٹریٹ علی پور یه هوئے ۱۸۸۳ء

...ں ہمدردی کوئی کا بیدا بارودن ۔۔ د لونکو شکر گزار ہونا چاہئے

ہم خوب جانتے ہین کہ اکثر حضرات اس لفظ ہمدردی کو تعجب کی نظر سے دیکھین گے لیکن غور کے بعد جب سمجھین گے تو مان لین گے ۔

میر کبیر شمس الامرا النواب خورشید جاہ بہادر اور راجہ راجگان دیوان نرندر پرشاد بہادر کا وہان باشندونکو تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ یہ دونو رئیس محض بنظر فائدہ رسانی عام کے کلکتہ سے ایسے نامی حکیم کو جو اس فن طب مین کامل اور اس علم کا عالم دور دور مشہور ہے اپنے ساتھ لیگئے ہین اگرچہ بہت لوگون کو اس بات کا خیال ہے کہ حکیم سید محمد سجاد صاحب موہانی جو کلکتہ مین بسبب اپنی لیاقت اور کاملیت اور تجربہ کاری کے کئی سرکار سے سات سو روپیہ ماہواری پاتے تھے اور دیگر عمائد شہر سے بھی بہت کچھ ملتا تھا اور اس شہر مین مدت دراز سے رہکر تمام وضیع و شریف اور رئیسون کے معالج رہکر محض اپنی لیاقت اور حسن اخلاق سے سب کے دلون مین گھر کر لیا تھا کیونکر کلکتہ چھوڑنا گوارا کیا اسکا سبب ان دونو رئیسون کی قدردانی ہے ۔

واقعی ان رئیسون کی اس قدردانی اور ہمدردی سے اس ریاست کی نیکنامی ہے ۔ پروردگار ایسے روساے خیرخواہ ملک اور قدردان کو صحیح و سالم رکھے ۔

یہ بھی ہم کہہ سکتے ہین کہ اب کلکتہ حکیم کامل سے خالی ہوگیا لیکن اہل کلکتہ کی تقویت اس سے ہے کہ اوس آفتاب حکمت و فضیلت کا پرتو اونکے چھوٹے بھائی حکیم مولوی سید محمد جواد صاحب جو اس فن مین کامل اور اپنے بھائی کے سامنے روسا شہر کا علاج اور مطب بھی کرتے تھے وہ اب بھی بدستور مطب اور تدریس کر رہے ہین اور لوگون کو فائدہ پہونچا رہے ہین یہ بھی اس فن طبابت مین نہایت کامل طبیب ہین کل رؤسا و اکابرین شہر آپ سے نہایت رجوع ہین خداوند کریم نے انکو بھی وہ دست شفا عنایت کی ہے کہ اکثر امراض مہلک انہی ہاتھون سے دور و رفع ہوتے دیکھا ہے ۔

باوجود کمال کے انکساری و فروتنی و خلق و مروت اوس سے زیادہ ادنی اعلی انسان برتنا و رکھتے ہین ۔

[illegible]وانلی

نہایت خوشی و شادمانی کی بات ہی کہ اللہ جل شانہٗ نے وہ دن دکھایا جسکا ایک زمانہ اودھر ہی چشم
در راہ و گوش بر آواز تھا یعنی جشن تخت نشینی حضور پر نور نواب نظام الدولہ
نظام الملک آصف جاہ بادشاہ حیدرآباد دکن دام اقبالہ کے دیدکے
لیے ہر وضیع و شریف دور و نزدیک دست بہ دعا رہتا تھا وہ دعای سحری و تمنای دلی
مقبول بارگاہ لم یزلی ہوئی کہ چھٹی تاریخ فروری ۱۸۸۴ء اس جشن یعنی تخت نشینی کی تقریب ہی
یہ مژدہ بہجت اندوز سنکے ہزارہا آدمی دور دور سے کمال تہنیت کے جوش مین روانہ
حیدرآباد ہوے و ہر ایک اپنی اپنی لیاقت کے لایق ایک نہ ایک چیز بموجب مصرع
برگ سبز است تحفۂ درویش ✽ نذر بندگان حضور پر نور کے لئے لے گیا۔

چنانچہ ہمارے آقای نامدار شیخ محمد وزیر تاجر عظیم آبادی مالک و مہتمم گلدستۂ نتیجۂ سخن و پریس کلکتہ
بھی بہزار شوق دلی ایک تہنیت نامہ و مبارکباد طلائی حرفون کا دستی لکھوا کر اور
دو قسم کی کتابین جسمین قصائد و تواریخ نہایت عمدہ عمدہ بڑی کاہش دل و جانفشانی سے
طیار کرائے تھے کئی سو جلدین سنہری و مسی رنگ کی چھپوا کر لیگئے ہین یکم فروری ۱۸۸۴ء
کو اسپیشل ٹکٹ ریلگاڑی پر روانہ حیدرآباد ہوئے ہین یقین کامل ہی کہ فائز المرام ہون اور یہ سفر
دور و دراز کا نعم البدل ہو آمین ثم آمین آیندہ جو کیفیت سنین گے دینگے۔

المشتہر
اہالیان مطبع و پریس کلکتہ

رونق افروزی حضور پرنور عالیجناب ڈیوک وڈچیس آف کناٹ بہادر دام اقبالہ وحشمتہ

ہم سمجھتے ہین کہ جیسی سرگرمی وجوش وخروش ۳ دسمبر ۱۸۸۳ء کو ہمارے حضور پرنور عالیجناب معلی القاب شاہزادہ انگلینڈ ڈیوک آف کناٹ وعلیا جناب شہزادی ڈچیس آف کناٹ خیرخواہ عامہ رعایاے ہند کی آمد آمد خیر مقدم اور پذیرہ فتگاری مین ہندوستانیون نے ظاہر کی تھی بیان نہین ہوسکتا ہے مگر مختصر کیفیت براے ملاحظہ ناظرین پر تمکین گلدستہ حسب وعدہ وسیع ذیل کرتا ہون۔ اب یہان پر خلاصہ حال خطاب والقاب شاہزادہ انگلینڈ عرض کرتا ہون۔ ہمارے حضور ڈیوک آف کناٹ جنکا ورود مسرت آمود بمبئی سے بتاریخ ۱۲ نومبر ۱۸۸۳ء کو ہوا تھا حضور عالیا جناب ملکہ معظمہ فرمانرواے ملک انگلنڈ وائرلینڈ وقیصر ہند دام اقبالہا کے فرزند ارجمند سومی ہین آپ یکم مئی ۱۸۵۰ء کو تولد ہوئے تھے اب سن ۳۳ سال کا ہے نام اور خطاب آپکا ہز رائیل ہیس آرتھر ویلیم پیاٹرک البرٹ ڈیٹ آف کارٹرنیٹ اف لٹل جی سی ٹم سی ڈیوک آف کناٹ انڈ اسٹراٹرن پرنس آف دی یونیٹڈ کنگڈم ڈیوک آف سکسینی پرنس آف کوبرگ انڈ گاٹا اسدارل آف سسکس ہے ۱۶ سال کی عمر مین شہزادہ صاحب مدرسہ لشکری وولیچ مین داخل ہوے اور ۱۸۶۸ء مین عہد لفٹن رائل انجنیر پر آئے ۱۸۶۹ء رائل برگیڈ کے لفٹنٹ اور ۱۸۷۱ء مین کپتان بنے جب سن آپکا ۲۱ برس کا ہوا تو پارلیمنٹ سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ مدد خرچ مقرر کیا گیا ۱۸۷۴ء مین ہوس آف لارڈس مین نشست حاصل فرمائی ۱۳ مارچ ۱۸۷۹ء کو آپکی شادی سمت آبادی پرنسس مارگرٹ یعنی شہزادی لوئیس دختر پرنس فرڈرک چارلیس برادرزادہ شہنشاہ جرمنی سے ہوئی۔ اب کیفیت رونق افروزی حضور ممدوح کی سنیے کہ تیسری تاریخ دسمبر ۱۸۸۳ء خیر مقدم کی خبر سنکر بروز دوشنبہ وقت صبح سے ایوان گورنری سے لال ڈگی واسٹریٹ روڈ ہوکر اسٹیشن ہوڑا لوگون کا قافلہ جانا شروع ہوا تو آٹھ بجے تک تانتا لگا رہا ساڑھے آٹھ بجے کے وقت دورویہ سڑکون پر یہ کیفیت تھی کہ ہزارون آدمی ہر رتبہ ومراتبہ کے لڑکے سے بوڑھا تک دورویہ لب سڑک صف بستہ کھڑے تھے اور سب کے سب نہایت شوق وذوق وجوش وخروش کے ساتھ انتظار کر رہے تھے کہ کب حضور پرنور ڈیوک وڈچیس آف کناٹ ریل سے رونق افروز ہون کہ آنکھین

بینڈ باجے بجنے مین (نیشنل انتھم) بجنے لگا۔ اس جلوس کے سر پر ایڈیکانگ لوگ تھے
بعد ازان ہز رائل ہیس لیڈی صاحبہ حضور شہزادہ ڈیوک آف کناٹ بہادر اور لیڈی صاحبہ
حضور لارڈ ربن بہادر پہلو بہ پہلو تشریف رکھتے تھے اور بعد اسکے حضور ویسرائے بہادر اور
حضور ڈیوک اف کناٹ بہادر اور جیمس فرگسن بہادر گورنر پیچھے تھے۔ پائین شہ نشین
معلی پو نہچکر ایڈیکانگ اور لیڈی صاحبہ حضور شہزادہ بہادر و لیڈی صاحبہ حضور لارڈ رپن بہادر
مع رفقا سیڑہیون پر چڑھ گئین اور لوگ پائین شہ نشین معلی ٹھہر کر علحدہ ہو گئے
اور بیچ مین راستہ کردیا جس سے حضور ویسرائے بہادر اور ڈیوک آف کناٹ بہادر حضور ویسرائے بہادر کے
دست راست تھے اور حضور جیمس فرگس بہادر دست چپ ملٹری سکرٹری اور
پرایوٹ سکرتری اور اور لوگ دہنے بائین اور پس و پشت کھڑے تھے حضور
ویسرائے بہادر کا مع اپنے رفقا کے سنگ مرمر کی مصفا شہ نشین پر مخملی شامیانہ
کے تلے جلوہ فرما ہونا نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا۔ شہ نشین معلے کے دہنے
بازو اوتر طرف کے دالان سے ملا ہوا وسط مین ایک چبوترہ قائم ہوا تھا
جس پر گانے بجانے والونکا طائفہ تھا۔ حضور ویسرائے بہادر اور اون کے
رفقا کے جلوس فرماتے ہی یہ شوق تھی کہ (زہر سیکت) کے اشارے کے موفق
اس طائفے نے زبان اطالیانی مین ایک مبارک باد گائی۔ یہ مبارک باد مسٹر وب بہادر
کی بنائی ہوئی تھی۔
مبارک باد کے ختم ہونے پر لارڈ بشپ کلکتہ آگے بڑھے اور اونہون نے ایک
طویل و عریض دعا درگاہ جناب باری مین کی۔

یہ بھی روشنی یادگار رہیگی

جو روشنی بتقریب شادی حضور شہزادہ اور شہزادی صاحب کی خوشی مین کی گئی اگرچہ جے پور کی
روشنی بھی وہان کی ناموری کا باعث ہوئی مگر یہ روشنی اوس سے کئی درجہ سبقت لیگئی
گورنمنٹ ہوس کا اوتر پچھم دروازہ خوب روشن کیا گیا تھا اور چالیس لالٹین یعنی چین کی
قندیلین روشن کی گئی تہین اسقدر تیز روشنی تھی کہ شہزادہ صاحب قلعہ کے میدان کی
آتش بازی کو بخوبی ملاحظہ فرماتے تھے اور اسی رات کو شہزادہ صاحب یہان سے میرٹھ
تشریف لیگئے اسپلینڈ روڈ اور چورنگی کے راستہ کے تمام دوکانین و مکان روشنی سے

منور تے کہین گیس کی روشنی تھی کہین چراغون کی روشنی تھی وہمرم تلااسٹریشن ایک پہاٹک گورنمنٹ ہوس کے مقابلے مین بنایا تھا یہ پہاٹک خوب روشن کیا گیا تھا اسپین ڈیوک انڈ ڈیچس آف کناٹ لکہا تہا یہین پر رومن کیتہلک گرجا بہی خوب روشن تھا گویا آگ لگی تھی میدان کا مینارہ بہی روشن تہا جو کہ بہت دور سے معلوم ہوتا تھا دی یوب ہوٹل بہی خوب سجا ہوا تہا اگزبیشن کی چار دیواری مین بہی تیل گلاس کی روشنی تھی جونگی کے تمام راستہ مین سڑک کے دو طرفہ جتنے درخت تہے سب کے سب مثل جہاڑ کے معلوم ہوتے تہے چین کی قندیلین درخت کی ہری ہری شاخ مین لٹکائی گئیمن تہین - یونائٹیڈ سروس گلاب بہی خوب آراستہ کیا گیا تہا قلعہ کے ہر ہر ورنجے مین کثرت سے روشنی کی گئی تھی اور قلعہ کے دروازہ سے ہسپتال تک اور اوسکے پورب جانب سے لیکر جونگی تک اور جمنا کنارے ہوگلی پل تک روشنی کا عجیب عالم تہا تالاب کے کنارے مین بانس گاڑکر جو روشنی کی تھی اور اوس روشنی کا عکس پانی مین پڑتا تھا وہ عجیب لطف دکھاتا تھا قلعہ کے میدان مین بانس گاڑکر روشنی کی گئی یہ انتظام اور اہتمام اور روشنی دیکھکر حضور شہزادہ صاحب نے بہت خوش ہوکے مسٹر ڈی ریلی سے فرمایا کہ میری اور میری لیڈی کیطرف سے ہزار ہزار شکرگزاری اوس کمیٹی کو دینا چاہیے جس نے میری اسقدر تعظیم کی - پرنسپل گہاٹ سے لیکر برابر جائنٹ لالٹینین لٹکی تہین اور اوس گہاٹ سے قلعہ کی روشنی بہت پیاری معلوم ہوتی تھی اور دریا مین عجب لطف حاصل تہا - مہتمم ملٹری کارخانجات کے جو لوگ معلوم ہوتے تہے وہ روشنی کرنے مین نہایت کوشش اور جانفشانی سے کام کر رہے تہے اور شہزادے صاحب کی محبت کے جوش مین ہمہ تن مصروف تہے یہ بجلی روشنی اوسی قسم کی ہوئی تھی جیسے کہ سابق مین پرنس آف ویلس کے لیے کی گئی تھی ہمکو امید ہے کہ شہزادے صاحب اس روشنی کو جلد ہی خیال مبارک سے دور نفرمائینگے - اسٹرانڈ روڈ مین برقی روشنی نہایت کیفیت کی تھی - شہزادے صاحب جب سیر فرماتے ہوئے مسٹر اے گابہی کے مکان تک پہونچے تو ایک گروہ نے بآواز بلند یہ کہا کہ گارڈ سیو دی کوئین یعنی خدا ملکہ کو سلامت رکھے مسٹر گونہے نے آگے بڑھکر شہزادے صاحب کو ایک ہکو نذرانہ دیا جسکو اونہون نے نہایت خوشی سے قبول کیا - الغرض ایک عجیب کیفیت دکھائی دیتی تھی آدمیون کی اسقدر کثرت تھی کہ قابل بیان نہین ایک پر ایک گرتا تہا شانے سے شانہ چھلتا تھا

سلطنت انگلشیہ کو مبارکباد دینے کو حاضر ہوئے تھے اوسوقت ہم لوگون کی خوشی کسی قدر منغص ہوگئی تھی کیونکہ ہم لوگ شہزادہ ممدوح کی تشریف آوری کی خبر کے سُننے کے وقت سے بھی امید کیے ہوئے تھے کہ شہزادہ ممدوح اپنی خاتون عصمت پناہ کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئینگے لیکن افسوس کہ وہ امید ہم لوگون کی پوری نہین ہونے پائی۔

لیکن آجکے دن ہم لوگون کو اور تمام باشندگان کلکتہ کو جو مسرت و انبساط ہاتھ لگا ہے اوسمین حسرت یا افسوس کا نام و نشان تک نہین ہے۔ آجکے روز ملال کا کسکو خیال ہے۔ ہم لوگون کی خوشی کے لیے کونسی چیز باقی ہے۔ اسمرتبہ شاہی خاندان کی ایک شہزادی ہم لوگون کی اس ملک مین تشریف لائے ہین ہم لوگ حضور کو یقین دلا سکتے ہین کہ جن ہندوستانی شہرون سے شہزادی موصوفہ گذری ہین اون شہرون کے باشندے اون کی تشریف آوری کی خوشی مین جس قدر مسرت و گرمجوشی کا اظہار کیے ہین اوسیقدر مسرت و گرمجوشی کا ہم لوگ بھی آج اظہار کرتے ہین ہم لوگون کی دلی خواہش یہی ہے کہ جب تک حضور اس ملک مین تشریف رکھیں تب تک حضور کو ہر طرح کی خوشی حاصل رہے اور جب حضور اپنی زندگی کے اس حصے کو خیال کیجیے تو خوشی کی باتین یاد آجائین اور ہندوستان اور اوسکے خیر طلب باشندون کو الطافانہ یاد سے مشرف فرمائین

ہم لوگ خاتمۂ کلام مین حضور سے یہ التماس کیا چاہتے ہین کہ حضور از راہ رعایا پروری ہماری ملکۂ مکرمہ اپنی والدۂ ماجدہ کو مطلع فرمائینگا کہ باشندگان ہندوستان اونکے کیسے فرمان بردار اور جان نثار ہین۔ اونکا اسم مبارک اس ملک کی رعایا کے دلون مین جو محبت و اطاعت پیدا کرتا ہے وہ سرسری قسم کی نہین ہین۔ عالیجناب ملکہ مکرمہ کی اس ملک کے باشندونکی بہبودی کیطرف جو بڑی توجہ ہے یہہ ہندوستان کے ہر حصہ مین معلوم و مشہور ہے اور لوگون کے دلون پر منقوش ہوگیا ہے۔ ملک کی اطاعت مختلف قومون کو جنکی ملت و مذہب افعال و اطوار ایک دوسرے سے بالکل جداگانہ ہین۔ جو اس ملک کے دور و دراز حصون مین بستے ہین اکٹھا کر رکھی ہے۔ اون کی حکومت سالہا سال قائم رہے۔ یہی سبھون کی آرزو ہے

جواب

عالیجناب ڈیوک آف کناٹ بہادر نے فرمایا

صاحبان کارپوریشن و دوسرے باشندگان کلکتہ

صاحبان کارپوریشن و وکلای باشندگان کلکتہ —

آپ لوگون نے ابھی جو اڈریس پڑھکر مجھے سنایا اوسکے لیے مین آپ لوگون کا بہت ہی ممنون و مشکور ہوا مجھے بڑی خوشی حاصل ہے کہ ایسے وقت مین جبکہ کل نمائش کھلنے والی ہے ہندوستان کی دارالسلطنت کو دیکھنے کا موقع ملا ہے — آپ لوگون سے اور تمام باشندگان ہندوستان نے جس گرمجوشی کے ساتھ میرے دو بھائی کا استقبال کیا تھا وہ مجھے یاد تھا اور مین پہلے ہی سے جانتا تھا کہ آپ لوگ میرے استقبال کرنے کیا کچھہ کیجیے گا — اگرچہ ہندوستان مین میرے آنے کو کئی روز ہوئے ہین لیکن اسی عرصہ مین مین نے جو کچھہ دیکھا اوس سے ثابت ہوگیا کہ یہان بہت سی چیزین قابل دید ہین — مین امید کرتا ہون کہ اپنے ایام قیام مین مجھے بہت سی چیزون کے جاننے کا موقع ملیگا اور بہت بڑی قومون سے آشنائی ہو جائیگی مجھے اس بات کے سننے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ ڈچس آف کناٹ کے آنیکے سبب سے باشندگان ہندوستان کو بڑی مسرت حاصل ہوئی ہے — مین آپ لوگون کو یقین دلا سکتا ہون کہ آپ لوگ ڈچس موصوفہ کی تشریف آوری کے سبب سے جس قدر خوش ہین ڈچس موصوفہ بھی آپ لوگون کے خوش ہونیکے سبب سے اوسیقدر خوش ہین —

آپ لوگون نے جو محبت واطاعت کا اظہار فرمایا ہے مین عالی جناب ملکہ مکرمہ کو ضرور اوس سے آگاہ کرونگا اور یقین دلا سکتا ہون کہ ملکہ مکرمہ کو اون کی ہندوستانی رعایا کی ترقی و بہبودی کی طرف بڑا خیال ہے —

بعد ازان اڈریس بکس مین رکھکر عالیجناب آف کناٹ کے نذر کیا گیا — بعد اوس کے شاہی جماعت عالیجناب ویسرای بہادر اور اون کی اسٹاف اور عالیجناب گورنر بمبی اور اونکی اسٹاف کے ہمراہ ایوان گورنری مین داخل ہوئے حاضرین اپنے اپنے گھر کو گئے —

بڑے افسوس کی بات ہے کہ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر علالت کے سبب سے حاضر نہین ہو سکے :

لیوی یعنی دربار گورنری

پانچوین دسمبر ۱۸۸۳ع کے دن گئے رات کو ساڑھے نو بجے کے وقت عالیجناب ویسرای بہادر نے لیوی کا دربار منعقد فرمایا جسمین کثرت سے نیٹو اور یوروپین حاضر تھے — حاضرات حاضرین مین سے ہم فقط مسلمانون کی فہرست سطور ذیل مین درج کرتے ہین —

حضرات دربار خاص

آنریبل سید امیر علی
پرنس محمد واحد علی جہان قدر مرزا
آنریبل محمد یوسف
شاہزادہ محمد انور شاہ
پرنس محمد حسیم الدین
میرزا فریدون قدر
پرنس محمد فرخ شاہ
نواب سید اصغر علی سی۔ اس۔ آئی

حضرات دربار عام

جناب احمد مولوی
جناب احمد قاضی سید
جناب احمد علی نواب سید
جناب اسمعیل شاہ نواب سید
جناب اشرف الدین احمد مولوی
جناب افضل الدین احمد منشی
جناب امیر حسن سید خان بہادر
جناب بذل الحق مولوی
جناب حسین اسمعیل ۔ حاجی
جناب حسن علی ۔ مسٹر
جناب دلدار علیخان ۔ سید
جناب سید محمود خان ۔ مولوی بیرسٹر
جناب سراج الاسلام ۔ مولوی
جناب سلطان محمود سلیمان بخت ۔ صاحبزادہ
جناب صدر الدین ۔ سید
جناب ظہور الحق مولوی
جناب ظہیر الدین احمد ۔ ڈاکٹر
جناب ظل الرحمان ۔ منشی
جناب عبد السلام مولوی
جناب عبد الرحمن ۔ مسٹر
جناب عبد السبحان ۔ سید
جناب عبد اللطیف ۔ نواب خان بہادر سی۔ آئی۔ ای
جناب عبد اللہ داع مان ۔ حاجی
جناب عبد الحی ۔ مولوی
جناب عبد السبحان ۔ مولوی
جناب علی خان ۔ سید ۔ خان بہادر
جناب علی احمد ۔ نواب سید
جناب فضل الرحمن خان مولوی
جناب قاسم عارف
جناب کبیر الدین احمد ۔ خان بہادر مولوی
جناب لطافت حسین ۔ سید
جناب لطف علیخان ۔ نواب سی۔ آئی۔ ای۔
جناب محمد ابراہیم شاہ ۔ پرنس
جناب محمد بختیار صاحبزادہ
جناب محمد باقر شیرازی ۔ مرزا
جناب محمد حسین خان ۔ نواب
جناب محمد عبد الرؤف ۔ مولوی
جناب محمد علی ۔ سید
جناب محمد حسین شیرازی ۔ آغا
جناب محمد علی ۔ نواب میر
جناب محمد عبد اللہ ۔ مولوی
جناب محمد مہدی شیرازی مرزا
جناب محمد و تاج الدین ۔ صاحبزادہ
جناب محمد مولوی ۔ سید
جناب محمد حسین ۔ سید
جناب مہدی حسن ۔ سید خان
جناب مرزا محمد ۔ مرزا
جناب نور محمد حاجی
جناب نصیر الدین حیدر ۔ صاحبزادہ
جناب نواب جان ۔ مولوی۔
جناب وحید جان ۔ خواجہ
جناب ہرمز شاہ ۔ صاحبزادہ

بعد شکر پروردگار ہم بڑے فخر و افتخار سے حضرات ناظرین پر تمکین کو مژدہ سناتے
ہین کہ یہ چند اشعار آبدار جو ہنگام رونق افروزی مقام بنارس و کلکتہ بندگان
عالی حضور پر نور عالیجناب معلی القاب گردون قباب مہر سپہر دولت و حشمت
ماہ اوج اقبال و ثروت شیر بیشہ دلاوری ہزبر نیستان بہادری گوہر خزینہ ہمت
و سخا محیط ابر و بخشش فیض و عطا نواب میر محبوب علیخان بہادر رستم دوران فتح جنگ
نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے شاعر خوش بیان
فصیح زبان نکتہ رس نازک خیال دقیقہ سنج شیرین مقال یادگار فردوسی و
انوری جناب فیضماب منبسی راجہ صاحب ف راجہ گردہاری پرشاد صاحب متخلص بہ
باقی سررشتہ دار فوج باقاعدہ دیوانی و سررشتہ دار خانسامانی سرکار دولتمدار
آصفیہ نے فرمائے وہ اس گلدستہ ناچیز کو مقبول فرما کر زیب اندراج گلدستہ کے
لئے عنایت ہوے لہذا زیب ذیل ہوتے ہین ـــــ

بمقام بنارس

محبوب شہ آمد بہ تماشای بنارس
مہمانی او ساختہ راجای بنارس

آن ایسری پرشاد کہ مشہور جہان ست
حسرت وہ ہندست از وجای بنارس

در ساخت بصد زینت و تزئین و تکلف
منزل گہ شہ قصر معلای بنارس

یوسف زدکن آمدہ با حسن و تجمل
تا عاشق او گشتہ زلیخای بنارس

زین سرور عالی نسب و آصف دوران
شد بر سر گردون شرف پای بنارس

ہر کس کہ درین شہر بیامد بہ خدا گفت
شہرے نبود ہمسر و ہمتای بنارس

دیگر نه نماید هوسی از من و سلوا — گر نوش کند لقمهٔ حلوای بنارس
منت ز مربی نه کسیدست و بخورد دست — لب بند شد از لطف مربای بنارس
پس پارهٔ شیرین سمی قند نه خواهد — زینجا چو رود یاد کند های بنارس
زربفت ندیدیم دگر جا به چنین زیب — تن زیبی دهرست ز اشیای بنارس
شان عسل و شهد شکست ست بلذت — شیرینی انگور و رطبهای بنارس
آبش که ز گنگ ست مگر آب حیاتست — جان داده به هر مرده مسیحای بنارس
همواره بهارست به اطراف و سوادش — فردوس بود داغ ست ز صحرای بنارس
دریا همه شورست و مکدر ز خجالت — تسنیم بود رود مصفای بنارس
شد نیز سفر چیز اثر مفت شرف یاب — هندو که بدل داشت تمنای بنارس
هم راجه بزاندر که به همراهی شه بود — اشنان ادا کرد به گنگای بنارس
بر نام مهاراجه بهادر جد والا — زر داد بدان گوشه به فقرای بنارس
کز فیض گهر پاشی و داد و دهش او — منعم شده هر مفلس سوای بنارس

دیگر چه کنم وصف بنارس که همیشه
باقی به سر من باشد و سودای بنارس

بمقام کلکته

به کلکته نمایشگاه کردند — عجائب خانه دلخواه کردند
خبر دادند از ان هندو دکن را — رئیس و شاه را آگاه کردند
چو قصد دیدنش محبوب شه ساخت — تکلف ها میان راه کردند
به تعظیمش کله پوشان به توقیر — نظام الملک آصف جاه کردند
شهم را با گورنر قرب دادند — قران مهر را با ماه کردند
مدارات و تواضع هردو باهم — سزاوار آنچه بد والله کردند
محبان زین تودد شاد گشتند — حسودان زین توقف آه کردند
بسال یکهزار و سه صد و یک — پس این تقریب خوش دلخواه کردند

ترا باقی به فیض بذله سنجی
غلام بارگاه شاه کردند

(انسانی نوع کی تدریجی جسمانی ترقیان اور تنزل)

اگر انسان مختلف اقلیم دنیا کے لوگون کی جسامت ضخامت اور قدآوری کو بنگاہ غور دیکھے
اگر انسان مختلف اقطاع اقلیم کے باشندون کی صحت و تندرستی مرض و بیماری پر
بنظر تامل غور کرے۔ اگر انسان مختلف اضلاع اقطاع کے ساکنین کی قوت و مضبوطی اکثرت
و کمزوری پر تدبر و تعمق کی نگاہ ڈالے۔ اگر انسان مختلف امصار اضلاع کے قاطنین کے
ڈیل ڈول سج دھج قد و قامت کو غور و فکر کی آنکھون سے دیکھے۔ اگر انسان مختلف
عشائر و قبائل امصار کے افراد کے اعضا و جوارح تن و توش کے اختلاف حیثیات پر
دھیان رکھے۔ تو اوسے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ انسانی نوع کی جسمانی ترقیان اور
تنزل تدریجی ہین یعنی آہستہ آہستہ کرکے اوسکی جسامت قدآوری اور تن و توش مین
فرق آتا ہے اب چاہے وہ فرق موجب ترقی ہو یا باعث تنزل۔

جو لوگ کہ خداپرست اور مذہب دار ہین اور جن لوگون نے اپنے معتقدات مین اسبات کو
داخل کر لیا ہے کہ خداوند کریم کی حکمت مالامال افعال کے نتائج بالکل کامل اور نقص سے
بری ہوا کرتے ہین وہ علیٰ رغم الفِ (دارون) اس امر کے قائل ہین کہ خالق
عزوجل نے ابوالبشر حضرت آدم ؑ کو کمال خلقت کی حالت مین پیدا کیا یعنی جتنے مراتب
کمال کہ ساخت جسم انسانی کے لیے ممکن اور قرین عقل تھے سب اون کی ذات مین مجتمع کیے
اور اونکی ذات کو صنفِ رجال کے کمالات جسمانیہ اور ترقیات بدنیہ محاسنِ اعضا
اور فضائل جوارح کا نصاب اعلیٰ گردانا۔ پھر اس کامل الخلقہ کی دلبستگی اور اس نیک
سرشت کی صاحب کمال نوع کے القا کے لیے اسی کے پہلو چپ سے ام البشر حضرت حوا کو
نہایت شگفتگی اور برجستگی کے ساتھ پیدا کیا یعنی جتنے درجات فضائل کہ وضع و سرشت بدن
انسانیکے واسطے ہو سکتے ہین اور موافق آئین خرد ہین سب اون کی ذات مین موجود تھے
اور اون کی ذات کو صنفِ نسوان کے مزایاے جسمانیہ اور محاسنِ بدنیہ مواصف قد و قامت
اور موزونیت جسامت کا نصاب اعلیٰ ٹھہرایا۔ یعنی اس امر کے قائل ہین کہ خداوند کریم
نے صنف رجال اور صنف نسوان دونون کے لیے ابتداءً دو اعلیٰ نصاب بنا کر اون کو
افراد انسان کی جسمانی ترقیون اور تنزل کا پیمانہ گردانا کیا معنے جو لوگ کہ نوع انسانی مین

سے جمیع فضائل وفرایاے جسمانیہ اور سائر محاسن ومواصف بدنیہ مین نصاب اے
کے برابر او ترین وہ تو جسمانی ترقی کے اعلیٰ درجے کو پونہچے ہوے ہین اور جو برابر
او ترین وہ نصاب اعلیٰ سے فروتر ہونیکے درجات کے موافق جسمانی ترقی کے اعلیٰ درجہ
دور ہین۔

جب یہ ہے تو اس امر کے کہ (انسانی نوع کی جسمانی ترقیان اور تنزل تدریجی ہین)
معنی یہ ہون گے کہ انسان بہ تدریج اوس نصاب اعلای ترقیات جسمانیہ سے دور
پڑا ہے اور بہ تدریج ممکن ہے کہ پھر اوس نصاب اعلاے ترقیاتِ بدنیہ سے نزدیک ہو
جن قومون کو ہم جسمانی تنزل کی حالت مین دیکھتے ہین وہ ہمیشہ سے اسی حالت مین نہین ہین
بلکہ مختلف قرنون کی بے اعتدالیون اور سوء استعمالات نے یہ دن دکھائے ہین۔
اور نہ جن امم کو ہم جسمانی ترقی کی حالت مین ملاحظہ کرتے ہین وہی اس حالت مین ابدا
الآباد سے ہین بلکہ وہ بھی مختلف قرنون کی احتیاطون اور پابندیون کے احسن نتائج
سے کامیاب ہین۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ نصاب اعلای ترقیات جسمانیہ انسانیہ کس حالت مین تھا اور
اوس نصاب کا ہم پلہ اب بھی کوئی دنیا مین موجود ہے یا نہین۔ اوس نصاب اعلیٰ کے
قد کی نسبت مختلف روایات ہین اور مختلف مضامین کتابون مین مذکور ہین مگر یہ امر
متفق علیہ ہے کہ قد نے شبہہ بہت بڑا تھا حتیٰ کہ بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ سات قدم مین
(سراندیپ) سے (کعبۂ شریف) پونہچے تھے۔ حضرتِ آدم اور حضرت حوا دونون کی عمر کی
طول سے یہ مضمون بصراحتِ تمام ظاہر ہوتا ہے کہ لامحالہ ان دونون بزرگوارون کے
قد موجودہ قد وقامت سے کئی گونہ بڑے تھے اور اب اوس قد وقامت کے لوگ تمام
روے زمین پر کہین بھی موجود نہین۔ ان بزرگوارون اور ان کی ابتدائی اولادون کے
طول عمر کی طرف جب خیال کیا جاتا ہے تو اوس سے بھی اونکا زمان حال کے لوگون کے قد وقامت
سے کہین زیادہ قد آور ہونا بہ بداہت تمام مستنبط اور ظاہر ہوتا ہے اور خلافِ قیاس نہین
معلوم ہوتا۔ علم طبقات الارض جو کبھی کبھی اون ہڈیون سے بھی بحث کرتا ہے جو زیر زمین
نکلتے ہین وہ بھی چونکہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ موجودہ قد وقامت انسانی سے
بڑے قد کے لوگون کی ہڈیان بھی نکلی ہین۔ لہذا بکمال وثوق یہ کہا جاسکتا ہے کہ

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام اور اونکی عشیرہ حضرت حوا کے قد بیشک کیسے بڑے تھے اور ایسے بڑے تھے کہ جس کی نظیر دنیا مین بمشکل مل سکتی ہے بلکہ مل ہی نہین سکتی۔
فی الحال ایک افواہ اڑی تھی کہ حضرت نوح ؑ کی کشتی جو (جودی) پر لگی تھی برف کے پہاڑ کے تلے سے نکلی ہے اور ہنوز جون کی تون موجود ہے۔ اس افواہ کے ثبوت مین انگریزی اخبار والون نے بہت سے زٹل قافیے بھی اوڑائے تھے مگر آخر محققین نے اس کی تکذیب کی۔ اس تکذیب سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ حضرت نوح ؑ کے طول لقا اور طول قامت کے محقق امر مین فتور آتے آتے رہگیا۔ کیونکہ وہ کشتی تھی معمولی ذراسی جسطرح ہم چھوٹے قد کے آدمیون کی کشتیان ہوا کرتی ہین۔ اُس کے معمولی اور ذراسی ہونیسے وہ لوگ جو اپنی نارسائی خیالات کی وجہ سے قدرت مطلق خداوندی سے تنزل کرکے طبیعت عالم کو معبود برحق جانتے ہین یہ استدلال کرتے کہ حضرت نوح ؑ کی عمر جیسا کہ کتب دینیہ مین لکھا ہے ساڑھے نوسو برس کی نہ تھی اور اسی وجہ سے اونکا قد و قامت بھی ہمین لوگون کے برابر تھا۔
نصاب اعلای ترقیات جسمانیہ سے تنزل کرنیکی ہماری رائے مین وجہ اول تو یہ ہے کہ انسان نے خلاف مرضی معبود برحق کے عملدرآمد شروع کیا اور اوس کی نارضامندیکے خوف کو مطلق دل سے اوٹھا دیا اور کھلے خزانے گناہ کے کام کرنے لگا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بہ سبب استیلاے حرص و شرہ اور بوجہ غلبۂ نفس پرستی وہوی کے مباح امور کو بھی اس کثرت سے اور اس سوء تصرف اور بے اعتدالی کے ساتھ برتنا شروع کیا کہ مآل اوسکا منجر بہ فسادات جسمانیہ ہوا۔ ان دونون وجہون کو مدغم کرکے دیکھیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی تنزل کا سبب قوی یہ تھا کہ نوع انسان کی عقلون پر بلادت وحماقت کم متصرف ہونیکی جس کی وجہ سے لوگ گناہون مین بھی مبتلا ہوے اور اپنے عمدہ اور کام کے قوون کو بے جا طور پر عمل مین لاے۔
بعض لوگ قائل اس کے ہین کہ انسانی نوع ایک آدم کی اولاد نہین ہے بلکہ تین مختلف آدمیون کی اولاد ہے کیونکہ وہ کہتے ہین کہ انسانی نوع تین قسم پر منقسم ہے۔ ایک قسم تو وہ ہے کہ جو ذولحیہ اور ریش دار کے نام سے ممتاز ہے۔ اور دوسری وہ ہے جو محروم اللحیہ یا بے ریش کرکے مشہور ہے۔ اور تیسری وہ جو مجعد الاشعار کے نام سے معروف

یعنی گھونگھر والے اینٹھے اینٹھے اوس بال کے بال ہوتے ہین - اور ایک قسم کے آدمی کی
دوسری قسم کے آدمی سے اصلا شباہت اور شکل نہین ملتی - مگر اس سے اون کی نارسائی
خیالات ظاہر ہوتی ہے - اور تفتیش اسباب اور تفحص وجوہ مین پستی ہمت اور قلت نظر
عقلا اور بلند نظر لوگ اس کو خوب جانتے ہین کہ بالون کی کثرت و قلت - وجود و عدم
تجعید - و بسیط مین ملک کی آب و ہوا کو بھی بہت کچھہ دخل ہے - پس وہ تین قسمین
جن کی تقسیم بالون کے اعتبار سے عمل مین آئی ہے اون مین بھی بداہت تمام آب ہوا
کو دخل ہے - اختلاف اب وجد سے کیا سروکار - چین اور برہما مین بہت ایسے مسلمان ہین
کہ جو اپنے کو عرب کی نسل سے بتلاتے ہین مگر باایں ہمہ اون کی صورت چینیون اور برہمیونکی
سی ہے اور چینیون اور برہمیون ہی کیطرح ڈاڑھی مونچھہ بھی بہت کم رکھتے ہین - علی ہذا
حبشہ مین بہتیرے ایسے اشخاص ہین جو وہان کے خاص رہنے والے نہین مگر پھر بھی
اون کے بال اونھین حبشیون کیطرح اینٹھے اینٹھے گھونگھر والے اور رنگت کوئلے سی
بالکل جلی ہوئی ہے - عجب نہین اگر چینی برہمی اور حبشی مدتون برفستانون مین بود
باش کرین اور چار پانچ نسلون تک وہان رہجائین تو اون سے بھی پھر ایسی اولاد پیدا
ہونی شروع ہون کہ بڑی بڑی ڈاڑھیان اور مونچھین رکھتی ہون اور ایسی کہ جنکے
بالون مین اینٹھن اور خلقی اولجھن نہو - اصل یہ ہے کہ حضرت نوح ع آدم ثانی کی اولاد
(حام) (سام) (یافث) تین طرف نکل گئے ان تینون کی اولادون پر ملک کا اثر
پڑتے پڑتے پھر باہم صورت شکل رنگ روغن مین نوع انسانیکے اسقدر اختلاف ہوا
کہ اوسکا ایک آدم کی نسل سے سمجھنا بھی بعض ظاہر بین کوتہ نظرون کو دشوار ہوا -
ہمارا خیال ہے کہ جسطرح اور حیوانون مین یہ بات آج تک حاصل ہے کہ ایک دفعہ تفارب
کرنیسے اون کی مادائین حاملہ ہو جاتی ہین اسیطرح ابتدا مین انسان مین بھی حاصل تھی
مگر جب بلادت کے غالب آنیسے عنان شہوت کو زیادہ تر انسان نے قبضے مین نہ رکھہ سکا
اور قوت مختصہ نوع کو افراط سے جا بیجا تمام صرف کرنیلگا تو وہ تیر بہدف ہونیکی صفت
اوسکے لطفے سے چھین گئی اور زن و مرد کی قوت انزالیہ مین اختلاف واقع ہونے لگا اور اس طرح
اجتماع انزالین جس پر دارومدار حمل ہے ایک شی عزیز ہوگیا بلکہ امر اتفاقی قرار پایا مثل اسکے ہمارے گمان کے مطابق اور بھی بہت
سی صفتین کمال کی جسم انسانیت سے سلب ہو ہو گئی ہین اور بعد امتداد زمانہ کے اس کی

یہ حالت ہو ئی ہو کہ ضعف بنیان بھی ہے سستی اعصاب بھی ہے - آنکھون کی بصارت
مین بھی بہت بڑا فرق ہے - ثقل سماعت بھی ہے غرض ہر طرح کا نقص عائد حال ہے
اور اس نقص کے عائد ہونے کا جہانتک افسوس کیا جاے بجا ہے - مگر افسوس کرنیسے
بہتر یہ ہو کہ حتی الوسع ہم لوگ کل متفق ہو کر اسباب کے کوشان ہون کہ احتیاطات ضروریہ اور دور اندیشی تا
لا بد کی رعایت سے کاربند ہون اور اپنی نوع مین یہ بات پیدا کر دین کہ وہ جمیع قوای طبعیہ کو اوسکے
مقتضاے طبیعی کے موافق عمل مین لاے اور سنن طبیعہ الٰہیہ سے انحراف نکرے اور اسطرح
اپنے موجودہ حالت جسمانی کو تدریج ترقی کو پونہچاے - یقین ہے کہ اگر تمام افراد انسان اپنی عقلون سے
حجاب بلادت وعناد اٹھا کر سلطان خرد کے تحت لوا آ جائین اور اوامر و نواہی الٰہیہ کے مطابق
برابر عملدرآمد جاری رکھین تو نوع انسان جتنے زمانہ مین جسمانی تنزل کو پونہچی ہے اوتنے ہی یا اوس سے
کچھ زیادہ زمانہ مین پھر نصاب اعلای ترقیات جسمانیہ کو پونہچے اور علم صحت کاملہ و کامرانی مستقلہ
بلند کرے اور زبان دراز تک بیرنج و غم خوش و خرم زندہ رہے -

انسانی نوع کی جسمانی ترقیان اور تنزل دونون ہی دو قسم کے ہین - ایک عرضی - دوسری
جوہری - جوہری ترقی و تنزل کے معنی یہ ہین کہ انسان باعتبار جسم کی ضخامت و حجم اور باعتبار
اعضا و جوارح کی صغر و عظم کے ساتھ جسم کی مناسب حالت قوت و طاقت کے از روی طبیعت
بڑھے یا گھٹے اور عرضی ترقی و تنزل کے معنی یہ ہین کہ انسان جسم کے رنگ و روغن کے لحاظ
اور ہاتھ پاؤن کی موزونی غیر موزونی کے اعتبار سے اور سطح بدن یعنی ملمس اور جلد کی
چمک دمک اور ملاست و نفاست کے من حیث از روی طبیعت عروج کرے یا از روے
طبیعت بڑھنے مین کم ہو جاے - اگر کسی شخص کا جسم اس قدر طویل و عریض ہو جاے
کہ وہ چلنے پھرنیسے عاجز ہو جیسا کہ بعض بلغمی مزاج آدمیون کا حال ہوتا ہے تو اس کو
جوہری جسمانی ترقی نہ کہین گے اسلیے کہ اگرچہ جسم نے طول و عرض حجم و ضخامت مین
ترقی تو بہت کی مگر مناسب مقدار حجم و ضخامت جسم کے طاقت تو نہین بڑہی اسیطرح پاؤنکی
مرض فیل پا سے ضخیم ہو جانے گلے کے گھیگھے کی وجہ سے بڑہ جانے اور جلد کے مرض
جذام وغیرہ کی وجہ سے موٹے ہو جانے کو بھی جوہری جسمانی ترقی نہین کہتے -

بعض اشخاص بسبب قلت نظر کے حسن کے مفہوم حقیقی مین کلام کرتے ہین اور فرماتی ہین
کہ حسن ایک امر اعتباری ہے - جو امر کہ ہم لوگون کے نزدیک حسن ہے بجنسہ وہی امر اوروں کے

شکل پہاڑیون سے تو خیر ملتی ہی ہی بنگالہ والونسے تو اصلا بھی نہین ملتی - بھوٹان - اور نیپال رنگون اور برہما والے کچھ اوہی قماش کے لوگ ہین جنکی اولاد سب نرالی ہی - پھر یہ بھی نہین کہ ایک احاطے کے لوگ دوسرے احاطے کے لوگون سے باعتبار شکل و صورت مختلف ہین ہر احاطے مین بھی پھر اتنے مختلف الالوان و متفرق الاشکال لوگ پائے جاتے ہین کہ پایان نہین - اس اختلاف عظیم کی ضرور کوئی نکوئی وجہ ہی جسکی تفتیش خالی از فائدہ نہین ہے -

ہم سمجھتے ہین کہ ہندوستانیون کی خود اختلاف الوان بھی بہت کچھ اس مسئلے مین مدد مل سکتی کیونکہ بخلاف اور ملکون کے ہند کے باشندے ایک انداز کے کیون نہین ہین - ہندوستان مین یا گندم گون رنگت کے لوگ ہین یا بہت ہی گورے چٹے مثل انگریزون کے - یا بہت ہی سیاہ فام مثل حبشیون کے یا سانولے ہین یعنی نہ گورے نہ کالے نہ گندم گون - ان رنگتون کے علاوہ بھی بعض بعض خاص رنگتین ہین جو ہندوستان کے باشندون مین پائی جاتی ہین - مگر اون سے سر دست ہمکو بحث نہین - جو رنگت کہ سیاہ فام مثل حبشیون کے ہے وہ منقسم ہی اوپر دو قسم کے - ایک قدیم - دوسرے جدید - قدیم سیاہ فام رنگت وہ ہے جو ہندوستان کے اصلی باشندون مین پائی جاتی ہے کہ جو (ایرن) قوم کے کہ وہ ہندوکش سے عبور کرنے سے پہلے یہان قابض و دخیل تھے - یہ اصلی باشندے اب خال خال دامن کوہ مین بنام (بھیل) (گونڈ) وغیرہ اور بستیون اور آبادیون مین بنام (موسہر) اور (دہانگڑ) وغیرہ کے پائے جاتے ہین - تعجب نہین ہی کہ اگر ان اصلی باشندون کی عورتین فاتحین قوم (ایرین) کے تصرف مین آکر کسی قدر اون کی اولاد کے بعض افراد کے تیرہ اور اون کی رنگت کے (سیام بدن) ہونیکا باعث بھی ہون - مگر دریافت کرنا چاہیے کہ اون اصلی باشندون کے سیاہ فام ہونیکی کیا وجہ تھی ہمنے کنایۃً اس سے پیشتر بیان کیا ہے کہ رنگت مین محل اقلیم کو بہت دخل ہے - جو اقلیمین کہ منطقۂ حارہ مین واقع ہین وہان کے باشندے لامحالہ سیاہ فام ہون گے - اور جو منطقۂ باردہ مین وہان کے خواہ مخواہ گورے چٹے اور جو منطقۂ معتدلہ مین وہان کے ضرور معتدل اللون یعنی گندم گون پھر ہر منطقہ کے اطراف کے باشندے اوس کے وسط کے باشندونسے مختلف اللون ہون گے اسلیے کہ اصل حاکم لون اور مغیر رنگ آفتاب ہے اور اوس کی تمازت و حدت جو وسط منطقہ مین اطراف منطقہ سے ہمیشہ ہی مختلف رہتی ہے - پس اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ اصلی باشندے ملک ہندوستان کے وسط منطقۂ حارہ یعنی خط استوا کے بیچ کے رہنے والے تھے - اگر کتب تواریخ زمان قدیم کی دستیاب ہوتین تو ضرور ہم ثابت کر دیتے

نزدیک قبیح و بدصورتی مین داخل ہو - مثلاً وہ بیان کرتے ہین کہ چینیونمین منہ کا چوڑا اور ناک کا چپٹی اور آنکھونکا کہری کے بیچ کے برابر ہونا داخل حسن ہے بخلاف اسکے ہندوستان والے ساری ان باتون کو قبیح اور داخل معائب جانتے ہین - مگر اسمین کسیطرح کا شک نہین کہ حسن کا کوئی مفہوم حقیقی ضرور ہے حسن کہتے ہین انسان کی جوہری اور عرضی جسمانی ترقیون کو اور یہی حسن کا مفہوم حقیقی ہو - جس ملک یا جس قوم کا اعتبار لو اوسمین اس مفہوم حسن کو ضرور موجود پاؤگے چینیون مین منہ کا چوڑا اور ناک کا چپٹی اور آنکھونکا کہری کے بیچ کے برابر ہونا اسواسطے داخل حسن ہو کہ وہان کے لوگ جسم کی ضخامت و حجم اور اعضا و جوارح کے مغز و عظم مین ساتھ قوت و طاقت مناسب کے از روے طبیعت لاکہہ ترقی کیون نکرین اور جسم کے رنگ و روغن ہاتھہ پاؤن کی موزونی اور ملمس اور جلد کی ملاست و لطافت مین بالطبع لاکہہ عروج کیون نپائین مگر یہ کسی طرح ممکن نہین کہ طبعاً اون صفتون سے نجات ہو جن کو صفات مذکورہ بالا سے ہندو برا جانتے ہین یعنی اون کی جوہری اور عرضی دونون ترقیون کو وہ صفتین لازم ہین -

انگریزون یا بلاد فرنگ کی اور قومون کے صنمیان جو کرنجی آنکھین اور بھورے بال اور برص والون کی سی رنگت قبیح نہین شمار ہوتی بلکہ داخل حسن ہو تو اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ اون قومون کی جوہری اور عرضی ترقیون کو یہ باتین لازم ضروری اور مثل جزء لاینفک کی ہین حبشی بھی جو اپنی سیاہ فام رنگت پر نازان ہین تو اسی وجہ سے کہ سیاہی لون اونکی جوہری اور عرضی ترقیون کو لازم ہے -

اب باعتبار مفہوم حقیقی حسن کے ہم ہندوستان کی حالت پر نظر ڈالنا چاہتے ہین - جتنے ملک دنیا مین ہین اونمین یہ بات گویا بطور کلیہ کے پائی جاتی ہے کہ باشندے وہان کے اکثر بلکہ کل ہم ایک رنگ اور ایک انداز کے ہوتے ہین مگر بخلاف اسکے ہندوستان کے باشندے اسقدر مختلف الالوان ہین کہ آدمی کو بادی النظر مین سخت حیرت ہوتی ہے اور ظاہر کوئی وجہ سمجھہ مین نہین آتی کہ ان کی رنگت اور تراش صورت ایک دوسرے سے اس قدر کیون مختلف ہوتی - پنجاب کے لوگون کی صورت شکل رنگ روغن چہرے کی تراش اور قد کی اوٹھان وغیرہ پر خیال کرو تو وہ کوئی اور ہی مخلوق دکھائی دیتے ہین - مارواڑ کے علاقے کے لوگون کو دیکھہ جاؤ تو اون کی شان ہی علحدہ ہے - اسیطرح وسط ہند کے لوگون کی صورت ممالک مغربی و شمالی و اودہ کے باشندونسے بالکل جداگانہ ہو -

نزدیک قبیح و بدصورتی مین داخل ہی - مثلاً وہ بیان کرتے ہین کہ چینیون مین منہ کا چوڑا
اور ناک کا چپٹی اور آنکھونکا کہری کے بیچ کے برابر ہونا داخل حسن ہے بخلاف اسکے ہندوستان
والے ساری ان باتون کو قبیح اور داخل معائب جانتے ہین - مگر اسمین کسیطرح کا شک نہین
کہ حسن کا کوئی مفہوم حقیقی ضرور ہے حُسن کہتے ہین انسان کی جوہری اور عرضی جسمانی ترقیون کو
اور یہی حُسن کا مفہوم حقیقی ہی - جس ملک یا جس قوم کا اعتبار لو اوسمین اس مفہوم حسن کو ضرور موجود
پاؤگے چینیون مین منہ کا چوڑا اور ناک کا چپٹی اور آنکھونکا کہری کے بیچ کے برابر ہونا اسواسطے
داخل حسن ہی کہ وہان کے لوگ جسم کی ضخامت وحجم اور اعضا وجوارح کے صغر وعظم مین ساتھ
قوت وطاقت مناسب کے ازروے طبیعت لاکہہ ترقی کیون نکرین اور جسم کے رنگ اور روغن
ہاتھ پاؤن کی موزونی اور ملمس اور جلد کی ملاست ونفاست مین بالطبع لاکہہ عروج کیون
نپائین مگر یہ کسی طرح ممکن نہین کہ طبعًا اون صفتون سے نجات ہو جن کو صفات مذکورۂ بالا سے ہندوستانی
برا جانتے ہین یعنی اون کی جوہری اور عرضی دونون ترقیون کو وہ صفتین لازم ہین -
انگریزون یا بلاد فرنگ کی اور قومون کے صنیان جو کرنجی آنکھین اور بہورے بال اور
برص والون کی سی رنگت قبیح نہین شمار ہوتی بلکہ داخل حسن ہی تو اسکی وجہ بھی یہی ہے
کہ اون قومون کی جوہری اور عرضی ترقیون کو یہ باتین لازم ضروری اور مثل جزء لاینفک کی ہین
حبشی بھی جو اپنی سیاہ فام رنگت پر نازان ہین تو اسی وجہسے کہ سیاہی لون اونکی جوہری
اور عرضی ترقیون کو لازم ہے -
اب باعتبار مفہوم حقیقی حسن کے ہم ہندوستان کی حالت پر نظر ڈالنا چاہتے ہین وجتنے ملک دنیا مین ہین
اونمین یہ بات گویا بطور کلیہ کے پائی جاتی ہے کہ باشندے وہان کے اکثر بلکہ کل ہم ایک رنگ
اور ایک انداز کے ہوتے ہین مگر بخلاف اسکے ہندوستان کے باشندے اسقدر مختلف
الالوان ہین کہ آدمی کو بادی النظر مین سخت حیرت ہوتی ہے اور ظاہرا کوئی وجہ سمجھہ مین نہین آتی
کہ ان کی رنگت اور تراش صورت ایک دوسرے سے اسقدر کیون مختلف ہوتی - پنجاب کے
لوگون کی صورت شکل رنگ روغن چہرے کی تراش اور قد کی اونچان وغیرہ پر خیال کرو
تو وہ کوئی اور ہی مخلوق دکھائی دیتے ہین - مارواڑ کے علاقے کے لوگون کو دیکھا جاوے تو
تو اون کی شان ہی علحدہ ہے - اسیطرح وسط ہند کے لوگون کی صورت ممالک مغربی
وشمالی واودہ کے باشندونسے بالکل جداگانہ ہی -

گلدستۂ نتیجۂ سخن

کلکتہ

جلد ۲	بابت ماہ جولائی ۱۸۸۳ عیسوی	نمبر ۱۸

جناب حافظ محمد امین صاحب متخلص بہ امین کانپوری حال مقیم کلکتہ

شاگرد جناب مولوی شیخ عبد اللہ صاحب عزم کانپوری مدظلہ

لو لگائے رہتی ہے حضرت پہ بیتابانہ شمع — بنگئی شمع رسالت کی ہے یہ پروانہ شمع

فرقت نور خدا میں پایا یہ سوز و گداز — رکھتی ہے گرچہ زبان کہتی نہیں افسانہ شمع

عشق احمد کی لگی یہ آگ پہونچی فرق تک — سر پہ رکھے رہتی ہے اپنے یہ آتش خانہ شمع

ہجر حضرت میں نہیں اشکوں سے بھر لی ہے لگن — عمر کا لبریز کرتی ہے گھڑی پیمانہ شمع

آپ ہیں شمع نبوت گھر مرا تاریک ہے — کیجئے روشن کبھی للّٰہ یہ ویرانہ شمع

مجلس سبط نبی سے یہ اثر اسکو ملا — سر کو جو اپنے کٹایا کرتی ہے مردانہ شمع

پڑ گیا سایہ ہے کسکے نور کا اس پر امین — کرتی ہے جو جاکے روشن کعبہ و بتخانہ شمع

عالیجناب معلی القاب مہاراجہ بیدمانند سنگہ صاحب بہادر متخلص بہ افسر شاگرد جناب حکیم سید محمد سجاد صاحب مدظلہ

جل رہی ہے دیکھکر کیا قامت جانانہ شمع — جاری اب ہوتا ہے تجہیز موت کا پروانہ شمع

تم جو دم بھر آ کے بیٹھو اسکی بر آئی مراد
ہی گھڑی اک پاؤں سی محفل میں بیجانانہ شمع

دیکھنا محفل میں جب آ جائیگا وہ شعلہ رو
جان دیگی گرد پھر کر صورت پروانہ شمع

دیکھ لیگی گر تمہارے دل جلوں کا اضطراب
بزم میں لوٹیگی جلکر صورت پروانہ شمع

شعلہ روئی سے ہی بزم غم میں ہر جانب لپک
بنگئی ہے کیا نشاط خاطر دیوانہ شمع

بزم گلشن عارض رنگین و روش سے ہوئی
اس چمن میں ہی برنگ سبزۂ بیگانہ شمع

جیکے افشان بزم میں آئے اگر وہ ماہرو
پھینکدے دستار شعلہ سر ہی بیتابانہ شمع

قامت ولب زلف وگردن چشم و بینی صنم
سرو لعل و سنبلستان شیشۂ سمامہ شمع

جب دل سوزان سے میری شعلہ اک اٹھی
گر پڑی محفل میں جلکر صورت پروانہ شمع

جناب فیض مآب نکتہ رس نازک خیال وقیقہ سنج شیرین مقال مہاراج یوراج ہیر برتھا کرشن سنگہ بہادر متخلص بہ بیدار نبیرہ وولیعہد مہاراجہ صاحب والی کشنگڈھ

رکھتی ہی جانسوز عشق عارض جانانہ شمع
خاک جل جلکر نہ کیون ہو صورت پروانہ شمع

جلوۂ مہر درخشان سے نہیں کم تاب حسن
گل ہوئی جاتی ہی پیش عارض جانانہ شمع

سرفرازی سوختہ جانون کو بعد از مرگ ہے
اپنے سر پر رکھتی ہے عکس پر پروانہ شمع

یا الٰہی کسکے نور صاف کی تقلید ہے
جس سے روشن ہے میان کعبہ و بتخانہ شمع

دیکھکر جلوہ تمہارا پاؤن سے لاچار ہے
دوڑکر صدقے وگرنہ ہوتی بیتابانہ شمع

کون کہتا ہی صنم یہ آنسوؤن کا تار ہے
نذر کو لائی ہے سلک گوہر صد دانہ شمع

جلوۂ محبوب دیکھا کرتے ہین بیدار ہم
روز روشن شب کو آکر کرتی ہی کاشانہ شمع

جناب شیخ الٰہی بخش صاحب متخلص بہ تبسم شاگرد جناب منشی ہنر صاحب مدظلہ

ورد کیون رکھتی نہ حسن و عشق کا افسانہ شمع
شمع کا پروانہ کشتہ یار کے پروانہ شمع

ہمنے مانا راستی میں ہی قد جانانہ شمع
پھر کہا سے لائیگی رفتار معشوقانہ شمع

نیک و بد کو دیکھتے ہین صاف قلب ایک آنکھ سے
ہم دل محفل مین ہی با خویش و با بیگانہ شمع

کوئی محفل ہو اسے آنسو بہانے سے ہے کام
سن چکے شاید کہ رونے کا مری افسانہ شمع

ہی تری دست حنائی مین ید بیضا کی ضو
کیون نہ سمجھین ساعد و بازو کو تم کاشانہ شمع

کیون نہون مجہہ مضطرب کی ہاتہون وہ بھی بیقرار — دست رعشہ دار مین رہتی ہے بیتابانہ شمع
کہینچتی ہی حربہ مجہہ گریان کا اون کے بزم مین — کیا مرے رونے کو سمجھی گریہ طفلانہ شمع

ای تبسم رونق گلدستہ ہے تیری غزل
وہ چراغ افروختی در محفل بیگانہ شمع

جناب محمد فضل حسین صاحب متخلص بحسرت پیشکار عدالت دیوانی منصفی بانکا ضلع بہاگلپور

نقد دل جو وے چکی ہے جلکے اب نذرانہ شمع — چاند سے رخسار پر ہے صورت پروانہ شمع
آجکی شب کیا ہوا آیا نہین وہ شمع رو — حسرت دیدار مین جلتی ہی مایوسانہ شمع
سر ہو مثل شمع اپنا کٹ گیا قاتل تو دیکہہ — بعد مرنیکے رہیگی قبر پر پروانہ شمع
ایک طرف تہا وصل کے شب وہی جانا نکا فروغ — ایک طرف روشن کئے تہے یہ مرا کاشانہ شمع

دل جلے کا پوچہنے والا نہین حسرت کوئی
رات بہر ہمدم رہے اور صبح کو بیگانہ شمع

جناب جعفر الحسنی متخلص بہ جرئت ولد جناب شریف الشعرای مدراسی

مضطرب پروانہ یان آتے ہین بیتابانہ شمع — مبتلا دولون کی دونون ہین تری پروانہ شمع
ہوگئے معشوق و عاشق عاشق و معشوق وار — شمع پروانہ ہی تیرے بزم مین پروانہ شمع
تاب اونکے حسن عالم سوز کی اللہ رے — گریبان گرتی نہین یان آکے بیتابانہ شمع
برہمن پروانے بتخانہ لگو فانوس ہے — بیٹہتے ہی رات بہر بنکر بت بتخانہ شمع
ملگئی ظلمت کے ہاتہون اوسکے سایہ مین تمام — رکہے یون اللہ روشن تیرا دولتخانہ شمع
تجکو کچہہ رشتہ اگر شمع مدینہ سی بہی ہے — ہو اگر پروانگی تو مین ترا پروانہ شمع

ہمزبانی سے مری بزم سخن مین ای حسیر
آج کل دیکہا قدم رکہنی لگی مردانہ شمع

جناب منشی سید ارادت علی متخلص خواہش بہاگلپوری خلف مولوی سید فضل احمد صاحب مرحوم مغفور ساکن مونگیر

بزم مین رہتی ہی گرچہ شان معشوقانہ شمع — حسن جانان دیکہے کر دوڑ آئے بیتابانہ شمع
زندگی اپنی بسر کرتی ہے آزادانہ شمع — جمع کچہہ رکہتی نہین ہی جز پر پروانہ شمع
گلبند فانوس مین مجبور ہے معذور ہے — ورنہ ڈہونڈے پہرتی اوسکو صورت پروانہ شمع
خود بخود وہ آپ جلجاتا ہے اوسپر آن کر — کب طلب مین لکہتی ہے پروانکو پروانہ شمع

غیر جانان سے کیون نہین بہاگ آی دہوئین کیطرح
ہو جہان موجود عیش ساقی پیمانہ شمع

جو کہ روشن طبع ہین ہوتے نہین محتاج غیر
رکھتی ہی اپنی عرق ریزی سی آب و دانہ شمع

کیون نہین اس جرم پر گلگیر کاٹے اوسکا سر
آدمی جب ہنستی ہوی پیش اوسکی گستاخانہ شمع

راز سے دونون کے ہی آگاہ پر کہتی نہین
ساکن کعبہ بھی ہے اور حاضر بتخانہ شمع

نقد کچھ رکھتی نہین ہے نذر دی کیا یار کو
پیش کش کرتی ہے اپنی حالت سوزانہ شمع

ہے تمنا فرق جانان پر کرے اوسکو نثار
آنسوؤن کا رکھتی ہی جو گوہر یکدانہ شمع

روتی بھی ہے اور ہنستی ہی جو خوش رات بھر
ہے جوان پیر رکھتی ہے کیا خصلت طفلانہ شمع

جناب فیضماب ماہتاب الدولہ کوکب الملک سید علیخان بہادر درخشان ستارہ جنگ مدظلہ

گر طلب فرمای خلوت مین کبھی جانانہ شمع
پردۂ فانوس سے باہر ہو بیتابانہ شمع

فرش پر گر کر کرے جب سجدۂ شکرانہ شمع
لے تیمم کے لیے خاک پر مردانہ شمع

مہر و مہ کی طرح جسسے یہان نام روشن کیجیے
کیا بس وہ ہو جو تاریکی میان خانہ شمع

چشم میگون سے کرو ایما جو لبنے بزم مین
جھومتی آئی ابھی اک پاؤن سے مستانہ شمع

پیچ و تاب زلف کا عالم ہی دود شعلہ مین
ہوش گر ہوتا تو رکھتی احتیاج شانہ شمع

دست غربت مین جلای خار و خس لے برگ و بر
منعمونکی واسطے ہی رونق کاشانہ شمع

بیگنہ کے سر قلم کرنے یہ کتنا ہے دلیر
ہو اگر حاکم تو لے گلگیر سے جرمانہ شمع

اہل عصمت کو نہین آرایش ظاہر ضرور
طالب پوشاک و زیور ہو نہ معشوقانہ شمع

ڈھیر چربی کا لگن مین یہ جو آتا ہے نظر
خود مجاور ہے بنا کر تربت پروانہ شمع

ہے عیان سوز و گداز و دود آہ اشک سے
شب عبادت مین سحر کرتی ہی درویشانہ شمع

سر برہنہ مو پریشان چشم گریان سینہ چاک
رکھتی ہی سامان رنج و ماتم پروانہ شمع

معرکے مین عشق کے کی سر سے طے راہ عدم
آفرین ثابت قدم تھی کس قدر مردانہ شمع

کان کے پردے جو روشن ہو گئی آنکھونکی طرح
شعلۂ آواز مطرب کیا ہی ای جانانہ شمع

واقعی ہی پاکدامن صاف باطن راست باز
کیون نہ ہر محفل مین ہو موجود بیباکانہ شمع

عمر پیری مین مقرر بال ہوتے ہین سفید
کب شبستان جوانی مین بسر لایا نہ شمع

بے زبانون کی خموشی ہی بیان سوز غم
گوش دل کر ہون تو پھر کیونکر کہے افسانہ شمع

طالب دیدار ہون پروانہ سان کیونکر گرد
ہے مسہری عزت فانوس صاحب خانہ شمع

جب غرور حسن سے چہا جای چنبلی آنکہہ مین
کیا گنہ ہے گر کہین ہم تکلوا ے جانانہ شمع

غنچ شاخیکی طرح جلتی ہی کنگہی باغ مین
گرمی رفتار سے ہی سبزۂ بیگانہ شمع

ہو درخشان غنچۂ سوسن زبان شمع صاحب
دے مری ظلمتکدہ مین روشنی اصلاح شمع

جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب رفیق رام پوری نائب سر رشتہ دار عدالت دیوانی سرکار گوالیار

شب مین گر دیکہی تمہاری محفل شاہانہ شمع
کاٹ کر سر کو کرے گلگیر کا نذرانہ شمع

شب نہ تہا فانوس محفل مین رخ جانانہ شمع
بن گیا حسرت سی جل جل کر پر پروانہ شمع

لے حجابانہ ذرا محفل کا تو ہو جانانہ شمع
سر کٹا کر آگ مین جل کر مرین پروانہ شمع

جلتی ہی تقدیر مجہسی ہون مین وہ روشن نصیب
ہجر کی شب مین جلاتی ہی مرا ویرانہ شمع

بلبل و پروانہ بہی آئی جو میری بزم مین
جل گئی گل ہی سمجہکر محفل رندانہ شمع

اوس کی جاتی ہی اوٹہا سر سے دہوان فانوس کے
لوٹنے لگ گئی محفل مین بیتابانہ شمع

اسیہ عاشق کیطرح جل جل کے گیری مر گئے
دل جلانے مین رکہی ہی طرز معشوقانہ شمع

خود نظر آتی ہی چشم مست مین مانند مے
کرتی ہے روشن بتون کی آنکہہ مین میخانہ شمع

تم تو اپنے ہو چڑہاؤ پہول باسی رات کے
میری تربت پر جلانی آئی ہے بیگانہ شمع

موم کی بتی بنی اور سر کٹایا شوق سے
جہومتی محفل مین ہی لو دیکہہ لو مستانہ شمع

دل مین ہی اوس شمع رو کی تا ابد رفیق
دلمین بہی رکہتا ہی روشن اب مرا کاشانہ شمع

جناب خواجہ ولایت علی صاحب متخلص بہ سرور شاگرد جناب خواجہ آتش مرحوم لکہنوی

گر نہین روشن منہ شب کو میان خانہ شمع
نے تکلف ہی فروغ عارض جانانہ شمع

شب جو سو سو بار بوسے لیتی ہی مستانہ شمع
کیا لب گلگیر کو سمجہی لب پیمانہ شمع

خلوت فانوس مین در پردہ پروانہ کے ساتہ
رات بہر کرتی ہے کیا کیا ناز معشوقانہ شمع

لطف بے معشوق کیا محفل مین گو موجود ہے
شیشہ و ساغر صراحی ساقی و پیمانہ شمع

گر نہین ہی عابدہ کیون قطرہ ہای اشک سے
ہاتہ مین رکہتی ہی ہر شب سبحۂ صد دانہ شمع

ظلم اتنا اپنے عاشق پر کوئی نہین کرتا
کیون جلا کر خاک کرتی ہے پر پروانہ شمع

درس دیتی ہے یہ پروانے کو ہر شب کسلیے
گر نہین ہو کنہ علم عشق مین فرزانہ شمع

عمر کوتہ نے اوسے اسقدر بہی فرصت دی
کہتی کچہہ حال اپنا کچہہ سنتی میرا افسانہ شمع

کیسی نادان ہی نہین ہی اپنی سر کا کچہہ خیال
پاؤن اوس محفل مین رکہتی ہی جو ہی بیگانہ شمع

جب ارادہ اوس کے گل کرنیکا کرتا ہی وہ شوخ
آستین اوسکی پکڑ لیتی ہے گستاخانہ شمع

راتدن جلتا ہون مین جلتی ہی گر وہ رات بہر
بہولی حال اپنا اگر میرا سنے افسانہ شمع

تاج زر سر پر قبائے سرخ ہی زیب بدن
ہے تو زن پہنے ہوے ہی کسوت مردانہ شمع

کیا کرے وہ میرے ویرانے مین آکر ای سرور
سچ ہے یہ ہولی نہین سر و نوق وہ پروانہ شمع

جناب حکیم محمد مجید الدین صاحب متخلص بہ سرشار ساکن بلدہ لکہنؤ شاگرد جناب مولانا محمد حسن صاحب مدراسی

ہی منور دل مین فکر صورت جانانہ شمع
شکر اللہ رکہتا ہی اپنا بہی یہ کاشانہ شمع

جب لب بام ہو خرامان وہ مرا خورشید رو
جل بجہی شوق لقا مین صورت پروانہ شمع

جلوہ گر ہی ساقیا برج سبو مین آفتاب
گل نہ کر ڈالے بہلا کیونکر نہ ہر میخانہ شمع

فکر وصل غیرت خورشید ہی سودای خام
جسطرح روشن کرے طوفان مین کوئی دیوانہ شمع

نشہ مین اوسکے خط ظلمات کا کرتے ہین سیر
مے پرستونکے لیے ای خضر ہے پیمانہ شمع

اسقدر ہی فخر اوسکو اپنے حسن پاک پر
شب کو رہتا ہے کبہی وہ شوخ پروانہ شمع

دام کاکل مین پہنسا دیکہا جو اوسکے چہرہ کو
گرچہ روشن تر رکہا کرتا ہی ہر فرزانہ شمع

کونسی جا ہی جہان چمکا نہ تیرا عکس حسن
شعلہ رخ سی تیرے روشن ہی در ہر خانہ شمع

کیا کہین اپنے سبہ بختی کو ای سرشار ہم
رنگ لے اثر ہے روشنائی مین یہان نورانہ شمع

جناب حکیم مرزا محمد علی بیگ صاحب متخلص بہ عاقل دہلوی حال مقیم بنارس

عکس عارض سی اپنا ہی ساغر و پیمانہ شمع
کیا عجب ہے سایہ قد سے بنے میخانہ شمع

چشم گریان سوز باطن سے غبار آلود ہے
محفل جانان کو دیکہو ہو گئی دیوانہ شمع

محفل جانان مین کرتی ہے ہمیشہ سرفدا
یعنی میری شمع رو کو دیتی ہی نذرانہ شمع

برق ہی شعلہ ہے یارب یا کہ ہی یہ ماہتاب
جسکے آئینے سے بنا ہے یہ مرا کاشانہ شمع

حسن کے گلشن مین وہ بھی کیا غضب سرو سہی
محفل خوبی مین ہے بس قامت جانانہ شمع

میکشی کا کچھہ اثر اسپر نہین تھا قبل ازین
جھومتی ہے محفل دلبر مین کیسی مستانہ شمع

جناب مولوی قاسم علی صاحب متخلص بہ قاسم نعت گو لکھنوی حال مقیم کلکتہ

ہے برای خلق روے احمدی کاشانۂ شمع
کیون نہ رخ پراونکی ہو پروانہ دس دیوانہ شمع

خاص ہے ہم انبیا ہی پاک مین لاریب و شک
روی حضرت کی مقابل مین ہی کچھہ پروانہ شمع

باادب رہتی ہے استادہ ہراک شب تا سحر
محفل حضرت مین دیکھو کیا ہوے فرزانہ شمع

ظلمت وقت نزع مین کام آئیگی ہمین
اوس جناب پاک کی الطاف کی شاہانہ شمع

اللہ اللہ کیا جمال پاک ہی محبوب حق
ہردم اوسپہ صورت مردانہ ہی دیوانہ شمع

کچھہ نہین ہی حرکت وگفتار جز سوز وگداز
عشق حضرت مین ہوئی ہے اسقدر مستانہ شمع

شمع رحمت رحمت عالم کی کافی ہے علی
کچھہ نہین حاجت ہمارے گور پر جلوانہ شمع

اوسکا سر گلگیر کاٹے بزم حضرت سے کبھی
قصد سے جاوی اگر اپنے کوئی بتخانہ شمع

گر خدا چاہے گروہ شاہ دین مین وقت حشر
ہوگی قاسم ہاتھ مین تیرے بھی فدویانہ شمع

جناب فیضمآب شیخ احمد حسین خانصاحب بہادر رئیس و تعلقہ دار بریانوان ضلع پرتابگڈہ متخلص بہ مشتاک

کچھہ نہین درکار خلوت مین مجھے ہو یا نہ شمع
بنگیا ہے وصل کی شب عارض جانانہ شمع

دیکھہ لیگی گر نگاہ ساقی مخمور کو
بزم مین پیدا کریگی لغزش مستانہ شمع

آنسوؤن مین بے سبب سرتاقدم ڈوبی نہین
بھر رہی ہے لیکن اپنی عمر کا پیمانہ شمع

ہے تمنا دیکھلون وحشت مین قد دلدار کو
ایک شب تو آکے روشن کردے یہ ویرانہ شمع

تاب کسکی ہے سنائے دل جلونکا حال جو
ہان مگر سوز محبت کا کہے افسانہ شمع

خاک ہو جاتی ہے جلکر تیرے قدمونکے حضور
کرتی ہے دیدار کا اے بت ادا نذرانہ شمع

مشتاک کا دل کیون شب فرقت مین اب بہلے نہین
رات بھر کہتی ہے سوز عشق کا افسانہ شمع

جناب میر آغا حسن صاحب متخلص بہ مذہب ساکن مٹیابرج شاگرد جناب منشی مظفر علیصاحب ہنر مدظلہ

میری دل جلنے کا شاید سن چکی افسانہ شمع
کل کی شب بھی تیرہ بختی سے رہی محروم ہم
ہے دم آرایش گیسو چراغان کی بہار
نیند اونکو آتی کیون بیٹھی بیٹھی بزم مین
فوج پروانے ہین شعلہ ہی علم کشور الگن
دشمنون کے گھر مین اب بجھ جائینگی کبھی کے چراغ
ماہ نو ابرو کا خم پیدا کرے ممکن نہین
حسن ہوتا ہی جہان رنگ وفا ممکن نہین

جان دینی مین تھی پہلے ایسی نے پروانہ شمع
خوب چمکی قسمت آئینہ سر ہر شانہ شمع
فیض انگشتان روشن سی ہین خار شانہ شمع
بخت خفتہ کا مرے کہتی تھی کیا افسانہ شمع
بزم مین دکھلا رہی ہی شوکت شاہانہ شمع
میری تربت پر جلانے آیا وہ جانانہ شمع
راست کیا ہوگی برنگ قامت جانانہ شمع
خاک محفل سے اوٹھائی میت پروانہ شمع

ہے دل روشن مین ای مذہب مقام عشق حق
آشنا کعبہ سے ہی اور دیر سے بیگانہ شمع

جناب منشی کشن لال صاحب متخلص مقتول نائب میر منشی اجنبی الور متوطن سکندرہ راو ضلع علی گڈھ

جان نکھو مہر خدا ابتلا تو ای نادانہ شمع
بزم مین جب دیکھتی ہین تمکو صاحب خانہ شمع
دیکھ لی ہی اوس حسین کی شمع سے رخسار پر
کیا مزہ تھا اوس گھڑی جلتی تھی محفل مین کھڑی
واہ جل جانا زبان پر اُف نہ لانا عشق مین
حیف ہی وہ سنگدل ہنستا رہا اور سامنے
سنجیان گلگیر کی سر پر جو گذرین تھین تمام
جب کبھی کر لی لگین سر پر درازی لف دود
غیر سے کسنی کہا قصہ وہ پنہان رات کا
شب کو ای امی نوش جب جلتی ہی محفل مین ترا

کیا ہوا جلتی ہی کیون کس پہ ہوئی دیوانہ شمع
جان دیدیتی ہین جلکر سیکرون روزانہ شمع
خاک ہو جاتی ہے جلکر صورت پروانہ شمع
دیکھ کر ظالم ترا انداز معشوقانہ شمع
قابل شاباش ہی یہ ہمت مردانہ شمع
رات بھر روتی رہی سنکر میرا افسانہ شمع
تا سحر جلکر سنایا کی اونہین افسانہ شمع
قینچیان گلگیر کی سمجھی بجای شانہ شمع
کون تھا یہ راز دان اپنا بجز بیگانہ شمع
خون اوگلتی ہی زبان سی صورت پیمانہ شمع

رات جلسہ مین ترا مقتول کیا حیران تھی سب
دم بخود تھی دیکھکر محفل تری شاہانہ شمع

جناب سید محمود عالم صاحب متخلص محمود خلف اکبر جناب مولوی حکیم

سید لقمان حیدر صاحب سلیم وکیل و رئیس قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد و تلمیذ جناب سید قمر الدین حیدر صاحب قمر مدظلہ

دیکھ لی گر پرتو حسن رخ جانانہ شمع
ہو رہا ہے جل کے سوز دل سے بیتابانہ شمع

شعلۂ اُلفت ہو جو شب میں فروغ داغ دل
آتش غیرت سے جلکر خاک ہوے بانہ شمع

حشر تک سوز رشک چشم سے کہل کر جلے
ایک شب سنتے جو مجھ تفتہ جگر کا افسانہ شمع

آتش صہبا کے جب دم میکشوں کو لو لگی
دست ساقی شمع ان تھا اور گل پیمانہ شمع

رات ہم خلوت تھا شمع خلوت دل سے جو مین
وان بھی دخل غیر سے جلتی تھی الـ بیتابانہ شمع

جوہری کی طرح پروانوں کا بھی ہوے ہجوم
اشک موتی سے جو کہولے مخزن دردانہ شمع

داغ دل تاریکی مرقد میں روشن شمع سان
تربت عاشق بسوزان صورت ویرانہ شمع

صحبت ساقی گل اندام سے ہنگام رقص
بزم میں دیکھلا رہی ہے لغزش مستانہ شمع

روشنی میں کچھ بھی آنکھوں کو نظر آتے نہیں
راہ تاریکی میں لے محمود دلبر جانانہ شمع

حقیر محمد وزیر متخلص بہ وزیر مالک گلدستہ غنچۂ سخن شاگرد جناب حکیم سید محمد سجاد صاحب

مثل عاشق عمر بھر سوزان ہی بیباکانہ شمع
عکس مہر حشر سے شاید سنتی جانانہ شمع

سرد مہری سے ہو مانوس تا سوز ہوس
اسلیے رکھتی ہے سر پر اپنے آتش خانہ شمع

بزم میں اوڑا اوڑ کے مدہوش پروانے گری
پاس رکھتی تھی نسیم گلشن میخانہ شمع

جل گئی سر سے مگر چھوٹا نہ ضبط خامشی
بنگئی گویا زبان حسرت پروانہ شمع

کیا نہیں دیکھا ہے اسنے مہر حسن دلفریب
کیوں دکھاتی ہے مجھے انداز معشوقانہ شمع

خود جلی لیکن جلایا اور کو بھی اپنے ساتھ
اسقدر تو ہے مقرر عاقل و فرزانہ شمع

رشک گل فرقت میں تیری بنگئی جل جل کے گل
اب کہے گی بلبلو سے حال بیتابانہ شمع

رات بھر سوز جدائی میں تجلی ختم کی
دیکھتی تھی آسمان کو ہمت پروانہ شمع

لاکھ پروانے گلے کے ہار دیکھے ہیں وزیر
کون کہتا ہے کہ وصلت سے رہی بیگانہ شمع

یہ غزل بسبب دیر آنیکے آخر میں درج ہوئی

جناب منشی محمد اکبر صاحب متخلص بہ تحصیل شاگرد جناب نواب محمد حسین علی سلطان الصناع جاگیردار پورنیہ

سناؤن حال بیتابی تو دشمن بات کا سمجھے	اونہین سے حکم ہو کہلین وہ اپنا ماجرا پہلے
عدم سے آب عدنیا مین گئے دنیا سے عقبی مین	بقا سے ہے فنا پہلے فنا سے ہے بقا پہلے
حسینون کی محبت کہینچ لائی بزم دنیا مین	یہان مین روح بعد اوتری اوترا یا مرا پہلے
شہ آدم کو دنیا مین ملا گندم کے کہانے سے	وگرنہ بار ور کب تہا نہال مدعا پہلے
غضب کی شوخیان تہین چلبلا پن تہا لڑکپن مین	تمہارے ہاتہ پر چڑہتا نہ تہا رنگ حنا پہلے

جناب فیضمآب ثریا الدولہ بہادر مرزا علی حسن صاحب متخلص بہ بیدار لکھنوی حال مقیم مٹیا برج

ابہی مجکو غصے مین آکے دیکہو	نہ روز تیوری چڑہائی دیکہو	یہ طور سب مین جفا کی دیکہو	وہ عہد نامے وفا کی دیکہو
اوٹہا جاتی ہے تمہارا شیدا	نہ سمجہو غفلت نہ عشق نہ سکتا	یہ خواب تو خواب ہے اجل کا	نہ ہو جو باور جگا کے دیکہو
کیا ہے جو تو نے تمہین مسیحا	پڑا ہے بیجان تمہارا شیدا	ابہی تو ہوتا ہے زندہ مردہ	لبونکو اپنے ہلا کے دیکہو
نہ نور باقی نہین نظر مین	ہوا ہے خم ضعف سے کمر مین	عیان ہے موی سفید سر مین	پیام آے قضا کے دیکہو
عزیز و دنیا کی ہے رحلت	... کی طاری ہوئی ہے غفلت	کبہی جو نکونگا تا قیامت	لحد مین شانہ ہلا کے دیکہو
ابہی تو ہو جاے حشر برپا	ابہی بدلے جہان کا نقشہ	ابہی دگرگون ہو حال دنیا	تم اپنی چتون پہرا کے دیکہو
نہین ہے جبن کو میری پروا	جفا و بدعت کا ہو ہے پتیلا	کیا ہے مجکو اوسیکا شیدا	یہ کارخانے خدا کی دیکہو
جو شوق تیر افگنی ہوا ہے	ہدف ہو سینہ یہ مدعا ہے	نہ ہو جو باور تو دور کیا ہے	کمان ناوک فگن کی دیکہو
کبہی لبہایا کبہی جلایا	کبہی ہنسایا کبہی رولایا	کبہی تو مارا کبہی جلایا	کرشمے ناز و ادا کے دیکہو
کبہی نہ عشق ہونگا مشکل ہو	ضرور دیکہو نگار رخ کا جلوہ	ہوں دل سے مشتاق اک نظر کا	ذرا تو پردہ اوٹہا کے دیکہو
کسے نہین عشق چشم فتان	غزال ہوتے ہین فد لیے قربان	مدام بیمار غم ہے ایجان	چمن مین نرگس کو جا کے دیکہو
ابہی تو جینے سے باز آئین	نہ امتحان ہے قدم اوٹہاؤن	مجال کیا اُف زبان پہ لاؤن	جگر پہ تیغین لگا کے دیکہو
میر نہ سے کہتا ہون عشق کا	ہے سہل مرنا نہین ہے مشکل	جو دل ہو مشتاق رقص بسمل	تو ہاتہ اوچہا لگا کے دیکہو

پڑے ہین اب زندگی کے لالے	یہین تو ہین آخری سنبہالے
خدا ہی بیدار کو بچالے	جو دیکہنا ہو تو آکے دیکہو

والا جاہ بلند پایگا شاعر خوش بیان فصیح زبان عالیجناب نواب آسمان قدر رشید علی مرزا بہادر عرف ... صاحب بہادر

تخلص بہ ثریا دام اقبالہ شاگرد و برادر خورد عالیجناب نواب والا قدر سعید حسین علی مرزا
منجانب حضور تخلص بہ سلیمان خلف جناب عالی نواب ناظم بہادر بنگالہ دام ظلہ العالی

فصل گل آئی ہی پھر وحشت سوا ہونیکو ہے
پرزے پرزے جسم پر میرے قبا ہونیکو ہے

پھر کسی عاشق کا سر تن سے جدا ہونیکو ہے
امتحان تیغ قاتل برملا ہونیکو ہے

دوڑے آتے ہین جو وہ گور غریبان کیطرف
فتنۂ تازہ کوئی شاید بپا ہونیکو ہے

سرخ جوڑا یار نے پہنا ہے خنجر کہینچکر
آج دیکہین معرکہ عاشق سی کیا ہونیکو ہے

کہدے لڑکون سے کہ پتہر دامنون مین لے چلین
قیدخانیسے ترا وحشی رہا ہونیکو ہے

حاسدون نے آخرش اوس شوخ کو بہڑکا دیا
سنتے ہین عاشق سی اپنی وہ خفا ہونیکو ہے

نے سبب جلاد محفل مین نہین ہوتی طلب
عاشقون کو عشق کی اونکی سزا ہونیکو ہے

کون سی رشک پری کی آمد آمد آج ہے
صحن خانہ میرا جو اندر سبہا ہونیکو ہے

خواب مین کیون دیکہتا ہون دو لوا برو یار کی
کیا ظہور تیغ شاہ لافتا ہونیکو ہے

لوگ کہتے ہین کہ گند ہوائینگے چوٹی آپ بہی
سانپ سمجھے تہے جسے وہ اژدہا ہونیکو ہے

کہدو شانیسے کوئی مصروف زینت ہون گروہ
گیسوئے شب رنگ کے نازل بلا ہونیکو ہے

عاشقون کے سر پہ بیشک آنے والی ہی بلا
زلف مشکین دوش پر اونکی رہا ہونیکو ہے

سخت جانی کیون گلا کٹنے نہین دیتی مرا
دیکہ گیا ہی دست قاتل وہ خفا ہونیکو ہے

نے تماشا جب لپٹ جاتا ہون کہتا ہی وہ شوخ
آج دامنگیر کیا تیری قضا ہونیکو ہے

زو بچہ جانیکو وہ آمادہ ہوا ہی وصل مین
آشنا مدت کا پہر نا آشنا ہونیکو ہے

باغ سے تڑوا کے منگوایا ہے کیون اوس شوخ نے
کیا رسا تقدیر تیری اے حنا ہونیکو ہے

دیکہیے کیا وصل مین ہوتا ہی اس تکرار سے
قصد بوسون کا یہان ہی وہ خفا ہونیکو ہے

آجکل راغب ہین وہ بہی سنورنیکی طرف
پہر کوئی ایجاد انداز جفا ہونیکو ہے

تہوڑی تہوڑی بات پر ہر دم بگڑتی ہیں جو وہ
اے ثریا جیسے پہر ظلم و جفا ہونیکو ہے

جناب فصاحت حسین متخلص بہ حسرت پیشکار عدالت دیوانی منصفی بانکا ضلع بہاگلپور

شمشیر ہلالی کو کیے زیب کمر آج
نکلا ہے عجب شان سے وہ ترک قمر آج

بیٹھے ہیں یہ دکھاتا ہے محبت مرے اثر آج
قابو مین نہ دل ہے نہ سنبھلتا ہے جگر آج

دیر آنا شب وصل مناسب نہین تمکو
ڈر ہے کہ کہین جلد نہو جاے سحر آج

سمجھے کہ ہوئی آج رقیبون کی رسائی
بیوجہ نہین بند ہے کمرے کا یہ در آج

کیون پھول سے نازک نہ کہین یار کو بھی ہم
جھونکے سے ہوا کے جو لچکتی ہے کمر آج

تاخیر نکر سر کے جدا کرنے مین قاتل
ہے صدمہ ز فرقت سے گران دوش سر آج

آنکھون نے بہا کر اوسے مژگان سے چھپاؤن
مہمان جو ہو جاے کہین وہ میرے گھر آج

یہ شعر ہون حسرت کے نہ کیون فصاحت
اصلاح مین پڑتی ہے نوازش کے نظر آج

جناب منشی سید ارادت علی صاحب متخلص بہ خواہش بھاگلپوری شاگرد مولوی نصیر الدین صاحب

ہم جو تلاش کر رہے ہین اوسے در بدر تلاش
ملتا تا کرتے خانۂ دل مین اگر تلاش

جتنے بشر ہین کرتے ہین وہ سیم و زر تلاش
مین کر رہا ہون کوئی بت سیمبر تلاش

سارے جہان مین ڈھونڈھا نپایا کہین نشان
ای وای اپنی کیسی ہے یہ بے اثر تلاش

مضمون اوس کے دندان کا یون ڈھونڈھتا ہون
غواص کرتے بحر مین جیسے گہر تلاش

اپنے تو دل مین وہ رخ انور ہے جلوہ گر
جو تیرہ دن ہین کرتے ہین نور قمر تلاش

ہر شعر طبعزاد کا یون کھوج ہے مجھے
کرتا پسر کو جیسے کوئی ہے پدر تلاش

خواہش اب اوسکی کوچہ دل مین ہے جستجو
اور کر رہا ہون جانب دشت جگر تلاش

جناب عالیجناب سید علیخان صاحب بہادر متخلص بہ [illegible] خلف نواب ظلہ شاگرد جناب مظفر الدولہ بہادر متخلص بہ اسیر مرحوم

سبزۂ خط کو جو دور کرتے ہین
یہ ستم کیا حضور کرتے ہین

دل بھی دریای عشق کا ہے گھاٹ
غم کے لشکر عبور کرتے ہین

خاکساری کمال کی ہے دلیل
ہین جو ناقص غرور کرتے ہین

وہ جو رکھتے ہین عاقبت بینی
فکر نزدیک و دور کرتے ہین

توڑ تیرے پلنگ کا اے ترک
یاد اہل قبور کرتے ہین

آنکھ سے آنکھ خوب لڑتی ہے
شور کی قدر شور کرتے ہین

بسکہ ہین طفل اشک ناہموار
سو طرح کی فتور کرتے ہین

جسکو پتھر اثر نہین کرتا
شیشۂ مے سے چور کرتے ہین

ہے ذقن وہ تنور طوفان خیز
نور جس سے ظہور کرتے ہین

دولت حسن ہی جنہین حاصل
بد دماغی ضرور کرتے ہین

ہاتھ مین لیکے رند ساغر مے
نعرۂ یا غفور کرتے ہین

باد نخوت سے جنکے سر مین بھرے
فخر تاج سمور کرتے ہین

عیب جوئی نکر درخشان تو
کام یہ بے شعور کرتے ہین

شاعر یگانہ مشہور زمانہ غواص بحر سخنوری رونق افزای بزم معنی پروری عالیجناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی مدظلہ مصاحب والی رامپور شاگرد حضرت [illegible] ذوق

نالہ کھینچینگے اگر تاثیر اولٹی ہو تو ہو
راست ہے تدبیر گو تقدیر اولٹی ہو تو ہو

وہ بھی برہم مین بھی راضی قتل کا سامان درست
اب عوان گردنیہ گر شمشیر اولٹی ہو تو ہو

کرلیا وعدہ انہون نے ہو گئی تدبیر وصل
اور اسیر بھی اگر تقدیر اولٹی ہو تو ہو

کچھ خیال وصل سے ایدل نہین ہوتا وصال
ہان اگر اس خواب کی تعبیر اولٹی ہو تو ہو

ہم گنہگارونکا لکھا ہو سکے تبدیل کیا
نامۂ اعمال کی تحریر اولٹی ہو تو ہو

مر ہی جاؤن تو نہ اونکو مرا مردہ عزیز
بلکہ میری لاش کی تشہیر اولٹی ہو تو ہو

ہے جو نالہ کیا تدبیر اوسکی ہے درست
عقل تیری آسمان پیر اولٹی ہو تو ہو

اوس ستمگر سے دل نافہم امید کرم
بیگناہی پر تجھے تعزیر اولٹی ہو تو ہو

اسید ہی سید ہی ہمتو باتین اونکو لکھینگے داغ
وان اولٹ پھیرون کی گر تقریر اولٹی ہو تو ہو

والاجاہ بلند پایگاہ ناظم ملک سخنوری منظم کشور معنی پروری سخنور یکتا شاعر بے ہمتا مرشد زادہ عالیجناب نواب والا قدر سید حسین علی مرزا عرف منجھلے حضور مجلس سلیمان

خلف جناب نواب ناظم بہادر بنگالہ دام ظلہ

نہ تیرے عاشقوں میں کوئی ایسا ناتوان نکلا
گمان اک قیس پہ تھا وہ بھی مجھسے پہلوان نکلا

چمن میں پیچ پڑ کر سنبل پیچاں کے بل نکلے
وہ گل کھولے ہوئے جب گیسوئے عنبر فشان نکلا

جسے سمجھے ہوئے تھے آسمان اہل جہان سارے
پڑا نا سادہ میری قبر پر اک سائبان نکلا

کھلا یہ حشر میں دلکو خبر تھی تیری الفت کی
چھپایا عمر بھر جسے وہ آخر رازدان نکلا

نہ میخانہ سے خالی ہاتھ اوٹھا میں وہ میکش ہوں
بغل میں لیکے مینائی شراب ارغوان نکلا

تمہارے عاشقوں کو تا بمنزل عشق لے آیا
جسے سمجھے تھے رہزن رہنمائی کاروان نکلا

پس مردن کھلا ہمپر مآل کار دنیا کا
جسے سمجھے تھے بیداری وہ اک خواب گران نکلا

تیرے مژگان کے کشتے کا جو سینہ چیر کر دیکھا
تو اک ناسور دلمیں صورت زخم سنان نکلا

جہامیں شہرت وحشت نے اک تازہ قیامت کی
میں جب حداد کے گہر سے پہنکر بیڑیان نکلا

ہوا افشای حال دل تیری محفل میں ویسی
ہر اک آنسو کا قطرہ صورت راز نہان نکلا

تعلق جسم خاکی سے ہوا مانع حضوری کا
یہی پردہ ہمارے اور تیرے درمیان نکلا

سحر کو یہ ہوا انجام پروانوں کا جل جلکر
سوائے خاک اک پر بھی نہ زیر شمعدان نکلا

کسی آفت سے ہو ڈر امنہ نہ اسنے عمر بھر دیکھی
سلیمان کیطرح کوئی نہ وقت امتحان نکلا

شاعر خوش گفتار فخر روزگار شیرین زبان فصیح بیان عالیجناب مرزا سعید الدین احمد خانصاحب بہادر متخلص بہ طالب رئیس لوہارو دہلوی مدظلہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنگال شاگرد رشید حضرت غالب دہلوی مرحوم

جب یہ چاہا کہ لکھوں میں اسکے دلبر کاغذ
اشک خونیں سے ہوا بادۂ احمر کاغذ

نامہ برکی نہیں پروا کہ رہ الفت میں
شکل تیر نظر اڑ جائیگا لے پر کاغذ

خط کے لکھنے میں پڑا عکس جو عارض کا ہرے
ارغوانی تھا مگر ہو گیا اصفر کاغذ

دل خونیں کو نہ کیوں بھیجیں عوض نامہ کے
خط عاشق کو سدا چاہیے احمر کاغذ

یار کی زلف پریشان کا جو نقشہ کھینچے
کم سے کم چاہیے بہزاد کو گز بھر کاغذ

ہے نہ یہان خوف عدو اور نہ نمود ظاہر
اپنا جوہر ہے قلم اور ہے زیور کاغذ

چشم نم سے نہ گلو سوز و روان ہے نہ جلی
چاہیے خط کو میرے مثل سمندر کاغذ

یون اشارے سے کہا مانگا جو قاصد نے جواب
ہے نزاکت سے اوٹھانا مجھی دو بھر کاغذ

کھینچا مانی نے جو نقشہ میرے حال اور دل کا
مو قلم ٹوٹ گیا ہو گیا ابتر کاغذ

حال زار آپ کو کیا لکھین کہ آب ضعف سے یان
میل آہن ہی قلم اور ہے پتھر کاغذ

نامہ بر خضر تھے پر بھولے رہے کوے ستم
انکے ہاتھو نہین کھوا بخت سکندر کا غذ

حال زار آج وہ سمجھے کہ اُنہین دیکھتے ہی
خود بخود ہو گیا وہان جامہ سے باہر کاغذ

آپ کی نرگس شہلا کے مجھے تھی کچھہ فکر
بنگیا ہاتھہ مین از خود میرے ساغر کاغذ

دل بتیاب کی صورت نہ نکل جاے کہین
دست قاصد مین ہی خود شوق سے مضطر کاغذ

طرز قدسی یہ غزل ہمنے لکھی ہی طالب
کیا عجب جاے زمین سے یہ فلک پر کاغذ

منشی سید علی حسین صاحب لکھنوی ہیڈ ماسٹر دیولگھاٹ واقع برار شاگرد جناب مولوی
حمد و مولٰنا غلام حسین صاحب قدر بلگرامی مدظلہما۔

ہماری دلکو ستم کا اپنے نشانہ ایجان بنا چکے ہو
نہ پوچھو جو کچھہ ہے دل پہ گذرا غضب کے صدمے سہلا چکے ہو

چلے ہو پہلو سے اوٹھہ کے سیر تو دیکھو پھر وہ لگوا تا
ابھی کلیجے کو تھام کے تم جگر مین تیر بٹھا چکے ہو

تمہاری نظرون کا تیر کھا کر کلیجے مین دل تڑپ رہا ہی
اے جوہر ناوک فگن یہ ہمکو کرشمہ اپنا دکھا چکے ہو

ہمارے پہلو سے تم چرا کے دکھانے کیا ہو دل و جگر کہ
نہ پھیرو پھر درد دل کی باتین ابھی ابھی تیغ دکھا چکے ہو

کھوان آنکھون طلسم جادو کو اور کیا سکھاوگے تم
کرشمہ ناز و ادا و جور و جفا تو انکو سکھا چکے ہو

بتاؤ دلبر تمہاری گالون پہ داغ دانتون کا ہے کہان سے
ہمین تو دیتے ہو کون کا بوسہ پھر برسون ستا چکے ہو

چھپا یا گیسو کا دام دلبر تو مرغ دلکو کہا پھنسا کر
نکل کے جاؤگے کسطرح سے ہمارے پھندے مین آ چکے ہو

نہین مرونگا بجز اجل کے ہزار تیر سے گو ہو کرتے
مرے ہی مرنیکو ای ستمگر تو زہر قاتل پلا چکے ہو

ہے عید رمضان بتاؤ ایجان کرو گے کیسے تو ہمکو قربان
چلو ہی مقتل مین تم دل و جان جو دست و پا کو سیا چکے ہو

ہے نشہ بادہ غم و الم مین تو پیگنا ہی کا سوچ کیا ہے
کرو بھی فی الفور قتل ظالم جو تیغ بران اوٹھا چکے ہو

ہماری خون کا یہ کسطرح سے کرینگے محشر کے روز دعوی
عزیز خویش و اقارب یون سے نوشتہ محضر لکھا چکے ہو

عزیز خویش و اقارب یون سے نوشتہ محضر لکہا چکے ہو — ہمین تو دیدے کے لالکہ ہو جو کہ نوشتہ ہم سے لکہا چکے ہو

پہونچکو صدمہ جو کچہہ ہے لکہنا ہماری دلپر خدا کے بندو
مزہ محبت کا اون کے نفتون کہو کو کیا کیا دیا ہو

جناب نذر حسین صاحب کنندہ معلوم نیست

بعد گلگشت وہ گلرو جو چمن سے نکلا — دم ہر ایک بلبل ناشاد کا تن سے نکلا
آج مہر عجب انداز و پیرہن سے نکلا — گویا خورشید نیا چرخ کہن سے نکلا
غنچے ہرچند کہلاتے رہے گلشن مین نسیم — اوسکی ہمرنگ نہ ایک پہول چمن سے نکلا
شمع نے گل سے کہا دیکہہ ہمارا عاشق — جلگیا خاک ہوا پر نہ لگن سے نکلا
آدمی ڈوب کے دریا سے ہزارون نکلے — غرق ہو کر نہ کوئی چاہ ذقن سے نکلا
اوسکی خلخال کی آئی جو صدا کانون مین — مثل سیماب تڑپ کر مین کفن سے نکلا
ذبح کے بعد وہ خونخوار بہت پچہتایا — خون کا قطرہ بہی نہ جب میرے بدن سے نکلا
تیر مژگان کا خیال آگیا دلمین جو کہے — مثل فوارہ کی خون ہر رگ تن سے نکلا
زلف مشکین سے معطر ہوا صحرا کا دماغ — پہینک کر نافہ کو آہو بہی ختن سے نکلا
بام پر بال ہٹہیرہ سے ہٹائی اوسنے — بولا ہر ایک کہ وہ چاند گہن سے نکلا
عقل مجنون مین کہان تہی کہ وہ دیوانہ تہا — ناقہ لیلی کا جو لی نجد کے بن سے نکلا
وردِ فردوس پہ پہونچا جو ہین مداح حسین — قد خلو قد خلو رضوان کی دہن سے نکلا

روضہ شاہ پہ چلکر یہ کہی نذر حسین
اٹہو دنیا کے ہر ایک رنج و محن سے نکلا

شاعر شیرین زبان وحید زمان جناب راجہ غلام حسین خانصاحب متخلص بہ وحید ساکن اطراف لکہنو عزیز قریب ہم استاد عالیجناب راجہ جنگ بہادر خانصاحب رئیس نانپارہ ملک اودھ

جو وحشی ہو نہ ہو خلق مین مجہسا بہی وحشی کوئی کم نکلے — رہا جتبک کہ زندہ مین نہ زندان سے قدم نکلے
یہ خوبی ہی مقدس کی یہ خوبی ہی مقدر کی — مرین وہ غیر پر افسوس جنپر اپنا دم نکلے
جواب خط جو حاصل کرکے قاصد آج آیا ہے — حقیقت مین مطالب دلکی ہنکر یک قلم نکلے

دہان تنگ کو عاشق کی جو دیکھی تو سخن نکلے ... اگر کہے آشنا سب ہر دو ملک عدم نکلے

سر میدان مین حاضر ہون تو حضرت کیا ملک ... اسیدم امتحان ہو جای تان تیغ ستم نکلے

تیری ابرو کا بل ہرگز نجائے گا نجائے گا ... یہ ہی تیغ اصیل اسکا نہین ممکن کہ خم نکلے

مرادین آج بر آئین چلین درگاہ کو ہم تم ... اوٹھے تابوت غیر ایجان جان دلکا الم نکلے

سر شوریدہ کو ٹھوکر لگاوی زندہ باش ایجان ... ہمارے دلکی ارمان تیرے قدمون کی قسم نکلے

وفاداری نہ اون سے ایک کی خود مقرب ہین
وحید زار ثابت آشنا نکلے تو ہم نکلے

عالیجناب وحید العصر یکتای زمان فارسی گو یادگار فردوسی انوری مولوی محمد عبد الرؤف صاحب متخلص بہ وحید ملازم مترجم دفتر گورنمنٹ بنگال ... قدیم کلکتہ شاگرد رشید جناب الفت حسین صاحب فریاد عظیم ابادی مغفور

تا ز نوک مژہ ریزد برخ روشن شمع ... ہمہ تن اشک روان شد دل و جان و تن شمع

شمع از اشک جگر لولوی تر میریزد ... شرم دارد رگ نیسان ز رگ گردن شمع

گرد شمع رخ تو صد دل و جان گشت فدا ... سوخت گر یکدو سہ پروانہ بہ پیراہن شمع

گرم شد گرم چو سرمست بسر جنبانی ... چشم میگون مگرت شد مے مرد افگن شمع

سوختند از تف دل ہر دو دلے گوش نخورد ... نالہ از دل پروانہ نہ یک شیون شمع

گل بگلشن شگفانی تو صبا و ز تو بہ بزم ... گل شدن گل کند از شاخ گل گلشن شمع

خجل از کشتن پروانہ نشستست خموش ... ورنہ آن چیست کہ شد ناطقہ بر ہمزن شمع

تا کجا آب سر شکش بنشاند آتش ... نگہ گرم تو برقے زدہ در خرمن شمع

از یکے شعلۂ چشم غضبت شعلہ رُبا ... آتش از جیب فتد تا بسر دامن شمع

آتش افروخت چنان تار شعاع نگہت ... کہ نہ بگذاشت یکے رشتہ بہ پیراہن شمع

داغہا لالہ و ما نیند وحید ابدلت
دلت از لالۂ داغ ست مگر معدن شمع

غزلیات مزاحیہ

جناب حاجی قمر الدین صاحب متخلص بہ حاجی خوش دل دہلوی مقیم شہر کلکتہ

مین کیا کہون کہ جو لطف شب وصال ہوا ... وہ منفعل ہوئے مجکو بھی انفعال ہوا

عیان سب اون کے عزیزون پہ میرا حال ہوا
یہ مفت بیٹھے بٹھائے مجھے ملال ہوا
جلا کے خاک کیا سوزش نہان نے مجھے
ہمارے ضبط کا آخر کو یہ مآل ہوا
سبھون کے درد کا درمان ہوا مگر افسوس
ہمارے زخم جگر کا نہ اندمال ہوا
چمن مین آئے گی کسدن بہار یا قسمت
اس انتظار مین بلبل کو ایکسال ہوا
جب اپنے دل پہ نظر کی ہی صاف دیکھ لیا
اس آئینہ مین ترا عکس بے مثال ہوا
ہوئی نجات نہ مرنے پہ بہی رقیبون سے
عذاب قبر نکیرین کا سوال ہوا
نہ جب ملاحت بنگال کا ہوا قائل
ہماری دل کی بہت ہماری گول مال ہوا

سنائی آج ہین سب رنڈیان مبارک ہو
نکاح بارہوان خوشدل کا پار سال ہوا

جناب منشی عابد مرزا صاحب متخلص بہ بیگم ریختی گو ساکن مٹیابرج

ہو گئی خود اپنی باتون سے جو قائل کیا ہوا
بیوں ہوی تم منہ دکہا سکنے نہ قابل کیا ہوا
ہائی اس کہو بیٹھنے سے مجکو حاصل کیا ہوا
بو جیتی ہون اون سی رہ رہکر مرادل کیا ہوا
ناک مین دم کر دیا ہے کاش مردار نے
ہو رہی ہی آج پھر یہ وانتا کل کل کیا ہوا
پیٹ کے ہلکے ہو سچ ہی پیٹ اوجہی کی بری
میری رسوائی سے مرزا تمکو حاصل کیا ہوا
بی فضیلت اب نہین پڑہتین دو ورقیا بق
جو تمہین ٹک کے پڑہاتا تہا وہ فاضل کیا ہوا
سچ ہی دنیا مین کسی کی ایک سی گذری نہین
چاندخان تیلانو تو وہ ماہ کامل کیا ہوا
جوش ہی اوہتی جوانی کا نہ شرماؤ میان
کیا ہوا تم ہو گئے پہلے جو نزل کیا ہوا

بوجہتی ہون تمسے اے ہو یہ بتلاؤ ذرا
خالی اس تعریف سے بیگم کو حاصل کیا ہوا

غزل شاعرہ پردہ نشین

بی فضل النسا بیگم متخلصہ مطلوب ساکنہ کوہ شملہ

ہستی موہوم پہ اتنا تو اسقدر اترانہ شمع
دیکہ تو جہونکا نسیم صبح کا آجانہ شمع
تاب روی آتشین کا کسقدر چہایا ہی رعب
جو کہلے جاتی ہی تری سامنے جانا نہ شمع
اسلیئے گلگیر نے کاٹی زبان تیری حضور
کر نہ بیٹھے روشنی کا دعوی گستاخانہ شمع
پردۂ فانوس سے مت اپنے سر کو تو نکال
شعلۂ رخسار جانان سے ابہی گہبرا نہ شمع

اشک کے قطرے نہیں یہ ٹوٹ کر گرتی ہیں جو
اب تو محفل میں ترا کچھ اور ہی انداز ہے

پھیرتی ہے بزم میں یہ سمجھ صد دانہ شمع
کس سے سیکھا ہے یہ تو نے ناز معشوقانہ شمع

طالب و مطلوب کا یوں ہو گئے خالق وصال
جیسے ہیں بلبل چمن میں بزم میں پروانہ شمع

غزلیات عورات شاعرہ

بی امیر بخش صاحبہ متخلصہ بہ اسیر حال مقیم ضلع ہوڑنیہ

کیا عجب ہے پھر کاکل گر بنا ہی شانہ شمع
برقع فانوس میں کیونکر نہ خجلت سے چھپے
کیا ہوا جاناں کہیے کے واسطے کیا سہل ہے
اسقدر اس شوخ کا بھی لاوبالی ہے مزاج

نے سبب سر پر نہیں رکھتی ہے پروانہ شمع
تاب ہر اتی ہو پیش رخ جانانہ شمع
مثل پروانہ ہی رکھتے ہمت مردانہ شمع
زیب بزم شیخ ہی کہ رونق بتخانہ شمع

نے سبب اسکا ستی ہوتا نہیں ہے ای امیر
ہاں مقرر رکھتی ہی پروانہ سے یارانہ شمع

بی سیرہ میہوں عرف بی میتو متخلصہ بہ پری ساکنہ شہر کلکتہ

خاک تو کر ڈالا ہی تو نے یہ پروانہ شمع
کیا سبب جلنی لگی اسکی زبان تیری جو تو
صدقے ہونیکو تمہارے روی روشن کی ترو
ہے اگر مہمان عزیزوں کے یہاں وہ شعلہ رو
جلوۂ رخسار جانان جو نہیں اندھیر ہے
جلوۂ مہر درخشان کر یک شب تاب ہے

نے جلائی تجکو بھی پھر کیہ چھوڑے گا نہ شمع
سوختہ جانوں کا کہتی ہے مگر افسانہ شمع
پھکدیگی برقع فانوس بیتابانہ شمع
تو بھی جا کر اب ہو زیب محفل بیگانہ شمع
دیکھیے روشن کری گی کب مرا کاشانہ شمع
خاک پھر روشن کریگی یہ مرا ویرانہ شمع

کیوں نہ چشم دل سے اسکو رات بھر دیکھوں پری
ہے شب فرقت میں تصویر قد جانانہ شمع

بی گنگا جان طوائف متخلصہ بہ حسن و ہنر حال مقیم دربھنگہ

کیون سراپا کانپتی ہی ہو کے بیتابانہ شمع
رنگ تیرا صورت سیماب پہر اوڑ جانا نہ شمع

چاند مدہم جیسے پڑتا ہی طلوع مہر سے
جہلملا لگتی ہے پیش رخ جانانہ شمع

سر قلم ہوگا ترا پہر ہاتھ سے گلگیر کے
بزم مین تو نے اوٹھایا سر جو گستاخانہ شمع

بیقراری سے یہ اوسکی ہوگیا روشن ہمین
عارض روشن پہ اونکی دل ہی پروانہ شمع

صورت فانوس تہا الحسن ز منہ پر نقاب
دور سے جلتی رہی تا صورت پروانہ شمع

بی شیرین جان طوائف متخلصہ بہ شیرین لکہنوی مقیم کلکتہ

رشک خور کے سامنے زنہار اب تو جانہ شمع
پنجۂ مرجان سی یہ جہوٹی تمانچے کہانہ شمع

لوٹتی ہی بالی کی بجلی پہ تو برق طپان
شعلۂ رخسار پر ہے صورت پروانہ شمع

آج وہ مہمان ہوا ہی میرا رشک ماہتاب
مطلع خورشید ہی گویا مرا کاشانہ شمع

ایسی ہی صورت تری ہر ایک دل مین جلوہ گر
کر رہی ہی جیسی روشن کعبہ و بتخانہ شمع

داغ دل روشن ہی جو شیرین کو ہمنے دیا
مت جلانا اب مرے مرقد پہ ای جانانہ شمع

بی صلحہ جان بہودن متخلصہ معشوق ساکنہ کلکتہ

غم مین کسکے جلنے کو ہے صورت پروانہ شمع
سر پہ اپنے جو لیے پہرتی ہی آتشخانہ شمع

آپ کے آتے ہی ای صاحب بندہا محفل کا رنگ
گل ہی ہی بلبل ہی ہی حاضر ہے اور پروانہ شمع

دل کی تاریکی مین لاکہون گم ہوئی ہین ماہتاب
خاک پہ روشن کریگی اب مرا کاشانہ شمع

ایکدم مین گل چراغ زیست ہو ئیگا مگر
اب تو لازم ہی تجہے بہی سجدۂ شکرانہ شمع

او پری جلوہ مین تیری کیا بلا تسخیر ہے
شکل دیوانہ تو مین ہون صورت پروانہ شمع

اوس پری پیکر کا ہی اب خانۂ دل مین ظہور
بنگیا دیکہو پری خانہ مرا کاشانہ شمع

قصۂ جان سوز جو معشوق نے اپنا کہا
رات بہر روتی رہی سنکر مرا افسانہ شمع

تاریخ حادثہ وفات

جناب فضیلت مآب قاضی حسرت علی صاحب رسالدار متوطن قصبہ بہار ضلع پرتاب گڈہ کہ جو

بحکم حاکم وقت ۱۸۶۳ء مین بمقام پشاور گھوڑی ہر دو بار دیوار کو واکر تیسری بار ٹٹی باندہ ئیسے کو دا اور وقت گر کر فوت ہوئی از نتائج منشی غلام حسین صاحب کمانڈر ٹرجمنٹ چہارم بنگال حسب فرمائش منشی سید عبد الواحد صاحب واحدؔ برادر معظم منشی سید علی حسن صاحب مغفور

راحت علی قاضی اسلام دین بود ... بار رحمت کریم چو تسلیم جان نمود
لبیک گفت چونکہ پیام اجل شنید ... بر اسپ خنگ سوار بعزم سفر کہ بود
جولان نمود توسن ہستی سوی لقا ... زین نیک نامی رخت بخت جود و جود
آن شہسوار عازم ملک بقا چو دید ... چندین درنگ خانہ زین را گذاشتہ بود
خالی نمود خانہ زین مثل بوی گل ... رفت او سوی جنان و جنب پدر غنود
و بست ہشتمی شب جمعہ مہ صفر ... ہجری ہزار و دو صد و ہشتاد سال بود
بود مولدش بہار شدہ مدفنش پشاور ... در روز شنبہ دفن نمودند غم فزود
نام خدا چو ورد زبان داشت دم بدم ... اللہ گفت ختم دم واپسین نمود
زاہی سوال کرد ز ہاتف چو بہر سال ... گفتا ز مغفرت کہ سراپا پر و فزود

سنہ ۱۲۸۰ھ

قطعہ تاریخ طبع گلدستہ نتیجہ سخن از افکار گہر بار جناب مولوی سید زین العابدین صاحب وقار شاگرد جناب گلشن الدولہ بہادر بہار مدظلہ

محمد وزیر اہل دل بیبدل ... وحید زمان خلق فرمای من
چہ گلدستہ خوب شائع نمود ... چو ماہ مبین زیر چرخ کہن
گل نو شگفتہ ورق در ورق ... کہ شد خطہ گلزار جلوہ فگن

پس سال طبعش وقار این بگو
چہ عالی بود ماہ نظم و سخن
۱۸۸۳

خوشا طبع پاک وزیر اہل ہمت ... کہ شد زیب عالم چو ماہ فصاحت
چو شد طبع گلدستہ از حسن و خوبی ... بباغ جہان [illegible] رشک گلزار جنت

وقار مورخ چہ گفتہ مشتہر
بود نو گل برگ سبز تحفہ
۱۳۰۱ھ